ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور

39

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

مسلسل اشاعت کا
31 واں سال

تنظیم اسلامی کا ترجمان

14 تا 20 ربیع الاوّل 1444ھ/11 تا 17 اکتوبر 2022ء

پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

مسٹر نریندر کمار کا شمار بھارت کے گنے چنے معاشی تجزیہ کاروں اور تبصرہ نگاروں میں ہوتا ہے، وہ ایک ہندی روزنامہ ''لوک مت سماچار'' ناگپور کے 30 نومبر 2003ء کے شمارہ میں اپنے حیرت انگیز تجزیہ میں معاشی صورتِ حال کا حل پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''دنیا کے تمام ماہرینِ معاشیات کا ماننا ہے کہ اگر آج کی تاریخ میں اسلام کے نظامِ معیشت کو عملی طور سے نافذ کیا جائے تو قرض میں جکڑی ہوئی اور سراپا قرضوں میں ڈوبتی دُنیا کو بچایا جا سکتا ہے کیونکہ دُنیا کی تمام معاشی تنظیموں نے گہرے غور وفکر کے بعد یہی جائزہ لیا ہے کہ دُوسری جنگ عظیم کے بعد دنیا میں غریبی اور امیری کے درمیان کا جو فاصلہ ہے اُس کی سب سے بنیادی وجہ سود ہے۔ اسلامی طریقہ زندگی اور معاشی انتظام کی بنیاد اس فلسفہ پر ہے کہ دُنیا میں جتنے بھی لوگ ہیں سب حقوقِ مساوات میں برابر ہیں، اسلام نے دولت کو ایک جگہ جمع رہنے پر روک لگائی ہے، اسلام میں زکوٰۃ کا نظم وانتظام اور وراثت کی تقسیم کا اصول مال ودولت کو ایک جگہ جمع نہیں رہنے دیتا، اس طرح دولت کی منصفانہ تقسیم ہوتی ہے اور دنیا میں غربت وبھکمری کی بنیادی وجہ دولت اور اسبابِ زندگی کی غیر منصفانہ تقسیم ہی ہے۔ پھر اسلامی اصولوں پر جو کاروبار مشارکت ومضاربت کی صورت یا دوسری شکلوں میں پایا جاتا ہے وہ مغربی تجارت وکاروبار کے مقابلہ میں کہیں زیادہ ترقی یافتہ، سادہ، کامیاب اور فائدہ مند ہے کیونکہ سود سے آزاد اور نفع ونقصان میں برابر سرابر کی ساجھے داری سے پیسہ کی قوتِ خرید بڑھ جاتی ہے اور چیزوں کی قیمتوں میں چالیس سے پچاس فیصد کی کمی آجاتی ہے مگر اس سسٹم کو سمجھنے کے لیے پورے اسلام کو جاننا اور سمجھنا ضروری ہے۔''

اس شمارے میں

اکتوبر، نومبر!
اللہ کی رحمتِ خاص کے مستحق کون؟
قرآن کریم میں ذکرِ رسول ﷺ
آڈیولیکس اور سیاسی جنگ
دلِ مردہ دل نہیں ہے......!
عذابِ الٰہی کی مختلف شکلیں اور......

کافروں کی رسوائی اور جنت و دوزخ کا نظارہ

سُورۃُ الشُّعَرَاء | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات 84 تا 93

وَاجۡعَلۡ لِّیۡ لِسَانَ صِدۡقٍ فِی الۡاٰخِرِیۡنَ ﴿ۙ۸۴﴾ وَاجۡعَلۡنِیۡ مِنۡ وَّرَثَۃِ جَنَّۃِ النَّعِیۡمِ ﴿ۙ۸۵﴾ وَاغۡفِرۡ لِاَبِیۡۤ
اِنَّہٗ کَانَ مِنَ الضَّآلِّیۡنَ ﴿ۙ۸۶﴾ وَلَا تُخۡزِنِیۡ یَوۡمَ یُبۡعَثُوۡنَ ﴿ۙ۸۷﴾ یَوۡمَ لَا یَنۡفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوۡنَ ﴿ۙ۸۸﴾ اِلَّا
مَنۡ اَتَی اللّٰہَ بِقَلۡبٍ سَلِیۡمٍ ﴿ؕ۸۹﴾ وَاُزۡلِفَتِ الۡجَنَّۃُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ ﴿ۙ۹۰﴾ وَبُرِّزَتِ الۡجَحِیۡمُ لِلۡغٰوِیۡنَ ﴿ۙ۹۱﴾ وَقِیۡلَ
لَہُمۡ اَیۡنَمَا کُنۡتُمۡ تَعۡبُدُوۡنَ ﴿ۙ۹۲﴾ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ ؕ ہَلۡ یَنۡصُرُوۡنَکُمۡ اَوۡ یَنۡتَصِرُوۡنَ ﴿ؕ۹۳﴾

آیت ۸۴: ﴿وَاجۡعَلۡ لِّیۡ لِسَانَ صِدۡقٍ فِی الۡاٰخِرِیۡنَ ﴿۸۴﴾﴾ ’’اور میرے لیے بنادے سچّی ناموری پچھلے لوگوں میں۔‘‘

یعنی بعد میں آنے والی نسلیں میرا ذکر اچھے انداز میں کریں اور میرا نام عزت سے لیں۔

آیت ۸۵: ﴿وَاجۡعَلۡنِیۡ مِنۡ وَّرَثَۃِ جَنَّۃِ النَّعِیۡمِ ﴿۸۵﴾﴾ ’’اور مجھے بنادے نعمتوں والی جنت کے وارثوں میں سے۔‘‘

آیت ۸۶: ﴿وَاغۡفِرۡ لِاَبِیۡۤ اِنَّہٗ کَانَ مِنَ الضَّآلِّیۡنَ ﴿۸۶﴾﴾ ’’اور میرے والد کو بخش دے‘ یقیناً وہ گمراہ لوگوں میں سے ہے۔‘‘

آیت ۸۷: ﴿وَلَا تُخۡزِنِیۡ یَوۡمَ یُبۡعَثُوۡنَ ﴿۸۷﴾﴾ ’’اور مجھے رسوا نہ کیجیو اُس دن جب سب لوگ اٹھائے جائیں گے۔‘‘

آیت ۸۸: ﴿یَوۡمَ لَا یَنۡفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوۡنَ ﴿۸۸﴾﴾ ’’جس دن نہ مال کام آئے گا اور نہ بیٹے۔‘‘

جس دن اللہ کی پکڑ سے نہ دولت بچا سکے گی اور نہ اولاد۔

آیت ۸۹: ﴿اِلَّا مَنۡ اَتَی اللّٰہَ بِقَلۡبٍ سَلِیۡمٍ ﴿۸۹﴾﴾ ’’سوائے اُس کے جو آئے اللہ کے پاس قلب ِسلیم لے کر۔‘‘

سلیم کے معنی ہیں: سلامتی والا۔ قلب ِسلیم یا فطرتِ سلیمہ سے ایسا دل‘ ایسی فطرت یا ایسی روح مراد ہے جو ہر قسم کی آلودگی سے پاک یعنی اپنی اصلی حالت پر ہو۔ قیامت کے دن جو شخص ایسے پاکیزہ دل کے ساتھ اللہ کے حضور حاضر ہوگا اسے اس دن کی ہولناکیوں سے بچا لیا جائے گا۔

آیت ۹۰: ﴿وَاُزۡلِفَتِ الۡجَنَّۃُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ ﴿۹۰﴾﴾ ’’اور جنّت قریب لائی جائے گی متقین کے لیے۔‘‘

آیت ۹۱: ﴿وَبُرِّزَتِ الۡجَحِیۡمُ لِلۡغٰوِیۡنَ ﴿۹۱﴾﴾ ’’اور جہنّم بھی ظاہر کر دی جائے گی باغیوں کے لیے۔‘‘

آیت ۹۲: ﴿وَقِیۡلَ لَہُمۡ اَیۡنَمَا کُنۡتُمۡ تَعۡبُدُوۡنَ ﴿۹۲﴾﴾ ’’اور اُن سے کہا جائے گا کہ کہاں ہیں وہ جنہیں تم پوجا کرتے تھے؟‘‘

آیت ۹۳: ﴿مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ ؕ ہَلۡ یَنۡصُرُوۡنَکُمۡ اَوۡ یَنۡتَصِرُوۡنَ ﴿۹۳﴾﴾ ’’اللہ کے سوا۔ کیا اب وہ تمہاری کچھ مدد کر سکتے ہیں یا (تمہاری طرف سے) کوئی بدلہ لے سکتے ہیں؟‘‘

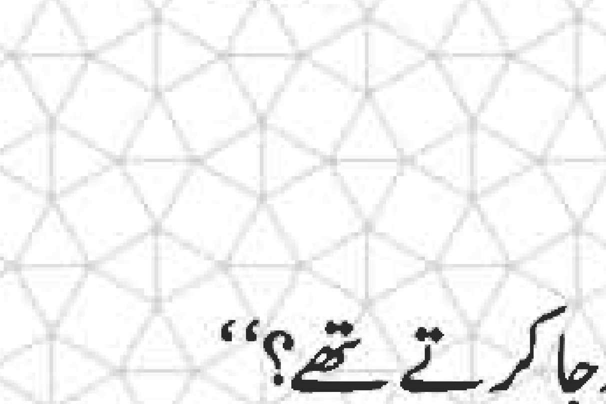

مسلمان ظلم کا حامی نہیں ہو سکتا

عَنْ اَوْسِ بْنِ شُرَحْبِیْلَ ؓ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: ((مَنْ مَشٰی مَعَ ظَالِمٍ لِیُقَوِّیَہٗ وَھُوَ یَعْلَمُ اَنَّہٗ ظَالِمٌ فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْاِسْلَامِ))

(رواہ البیہقی، مشکوۃ)

حضرت اوس بن شرحبیل ؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: ’’جو شخص ظالم کو ظالم سمجھتے ہوئے اس کا ساتھ دے وہ اسلام سے نکل جاتا ہے۔‘‘

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

ایوب بیگ مرزا

اکتوبر، نومبر!

سیاسی جماعتوں کے عزائم اور اُن کے اعلانات اور دعوؤں سے معلوم ہوتا ہے کہ ماہ اکتوبر کا آخر اور ماہ نومبر کا آغاز پاکستان میں بڑا ہنگامہ خیز ہوگا یا تو عام انتخابات کا اعلان ہو جائے گا (جس کا امکان کم ہے) اور انتخابی گہما گہمی شروع ہو جائے گی یا سڑکوں پر لڑائی مار کٹائی کا آغاز ہو جائے گا جس کا انجام اللہ ہی جانے کیا ہوگا؟ ہماری دعا ہے کہ اللہ پاکستان کے بارے میں خیر کا فیصلہ صادر فرمائے۔ سیاسی سطح پر دو فریقوں PDM اور تحریک انصاف کے درمیان کشمکش، کھینچا تانی اور جھگڑا ہے البتہ ایک تیسرا فریق جس کا کہنا تو یہ ہے کہ سیاسی معاملات میں اُسے نہ گھسیٹا جائے لیکن عملی طور پر اس سارے جھگڑے میں وہ ایک اہم فریق کی حیثیت رکھتا ہے۔ چھوٹے چھوٹے تنازعات کو الگ رکھ دیں مگر یہ جان لیجیے کہ اصل جھگڑا اور لڑائی کس مسئلہ پر ہے؟ سابقہ حکومت کو نکالے جانے کے نتیجے میں PDM حکومت میں آئی۔ اب اُس کا دعویٰ ہے کہ اُس کی آئینی مدت اگست 2023ء تک ہے اور وہ اپنی آئینی مدت کیوں پوری نہ کرے۔ تحریک انصاف کا مطالبہ یہ ہے کہ اُسے غلط طریقہ سے اور بزور بازو حکومت سے الگ کیا گیا جس سے ملک میں معاشی بحران پیدا ہو گیا ہے۔ اُس کا کہنا ہے کہ یہ لوگ جو مہنگائی ختم کرنے کے دعویٰ سے برسر اقتدار آئے تھے درحقیقت اُنہوں نے مہنگائی مزید بڑھا دی۔ اِنہوں نے اپنی ساری توجہ اپنے کرپشن کیسز ختم کرنے پر لگائی ہوئی ہے لہٰذا اگر فوری طور پر انتخابات نہ کروائے گئے تو یہ لوگ ملک کا دیوالیہ نکال دیں گے اور بعد میں کوئی ملک نہ سنبھال سکے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ مسئلہ چند ماہ ہی کا ہے اور اس کھینچا تانی میں ملک کا شدید نقصان ہو رہا ہے۔ ایک اہم بات یہ ہے کہ موجودہ آرمی چیف کی مدت ملازمت نومبر 2022ء کے آخر میں ختم ہو رہی ہے۔ دونوں فریق یہ چاہتے ہیں کہ وہ اپنی مرضی اور پسند کا آرمی چیف لگائیں۔ یہاں یہ بات سامنے آنا ضروری ہے کہ پاکستان شاید دنیا کا واحد 'جمہوری' ملک ہے جس کا آرمی چیف دفاعی معاملات کے ساتھ ساتھ خارجی معاملات یعنی دوسرے ملکوں سے تعلقات رکھنے کے حوالے سے بھی غیر معمولی رول ادا کرتا ہے۔ تمام دوسرے ممالک کی اہم سیاسی شخصیات بھی پاکستان کے آرمی چیف سے اپنے تعلقات رکھنا ضروری سمجھتی ہیں۔ اس پس منظر میں PDM اور تحریک انصاف کی یہ جنگ بڑی اہمیت اختیار کر گئی ہے اور ملک میں خانہ جنگی کی صورت بنتی نظر آ رہی ہے۔ دونوں فریقوں کے دلائل اگرچہ اپنی اپنی جگہ پر بڑا وزن رکھتے ہیں۔ ہم نہ اس پوزیشن میں ہیں اور نہ ہی ایسا کرنا چاہیں گے کہ فیصلہ صادر فرما دیں کہ فلاں فریق سچا اور برحق ہے اور فلاں فریق حق پر نہیں ہے۔ اولاً تو یہ بات سمجھنے کی ضرورت ہے کہ کیوں دونوں کا رویہ اور طرزِ عمل انتہا پسندانہ ہے۔ اس سوال کے جواب میں صرف اپنی پون صدی کی سیاست اور سیاست دانوں کے رویے کو دیکھنے، پرکھنے اور سمجھنے کی ضرورت ہے جو برسر اقتدار ہوتا ہے، وہ تا قیامت اقتدار کو اپنا حق سمجھ بیٹھتا ہے اور جو اپوزیشن میں ہوتا ہے، وہ کہتا ہے ابھی نہیں تو کبھی نہیں، وہ انتظار کا قائل ہی نہیں ہوتا، اُس کے لیے انتظار قیامت ہوتا ہے۔ اور سچ پوچھیے تو ہمارے ملک میں جو اتنے مارشل لاء لگے ہیں اُس کی وجہ یہ ہے کہ اپوزیشن فوج کے در پر جا بیٹھتی ہے کہ جمہوریت جائے جہنم میں تم کسی طرح میرے

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

14 تا 20 ربیع الاوّل 1444ھ — جلد 31
11 تا 17 اکتوبر 2022ء — شمارہ 39

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر: ایوب بیگ مرزا

ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 800 روپے
بیرون پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (14300 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (10800 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

مخالف کو اقتدار سے نکال باہر کرو اور اسٹیبلشمنٹ بھی شاید انتظار میں ہوتی ہے کہ ہمیں کوئی دعوت دے اور ہم ''میرے عزیز ہم وطنو!'' کہیں اُنہیں بھی یہ کہنے کی بڑی جلدی ہوتی ہے۔ گویا دونوں کو وقتی، ذاتی اور گروہی مفادات عزیز ہوتے ہیں۔ اگرچہ یقین سے کہنا مشکل ہے لیکن یوں محسوس ہوتا ہے کہ اس سیاسی جنگ کی آڑ میں پاکستان میں امریکہ کی چین اور روس سے پراکسی وار بھی ہو رہی ہے۔ ایک فریق کو امریکہ اور دوسرے کو چین اور روس سپورٹ کر رہے ہیں اور ہاتھیوں کی اس جنگ میں پاکستانی عوام اور پاکستان کی اقتصادیات بُری طرح پس رہے ہیں۔ پھر یہ کہ خارجی سطح پر ایک زبردست نقصان یہ ہو رہا ہے کہ افغان طالبان کی حکومت سے ہمارے تعلقات خراب ہو رہے ہیں۔ افغانستان کے وزیر دفاع ملّا یعقوب اور نائب وزیر خارجہ نے پاکستان پر الزام لگایا ہے کہ پاکستان امریکہ کو ہمارے خلاف اپنی ایئرسپیس استعمال کرنے کی اجازت دے رہا ہے۔

اگلے چند روز میں صورت حال اور بگڑتی نظر آتی ہے جب تحریک انصاف لانگ مارچ کی طرف بڑھے گی اور موجودہ حکومت اُس کو پوری طاقت سے روکنے کی کوشش کرے گی تو ملک میں خانہ جنگی جیسی صورتِ حال پیدا ہونے کا شدید خطرہ ہے۔ ہماری دونوں فریقوں سے درخواست ہے کہ وہ سمجھ بوجھ اور تدبر کا مظاہرہ کریں اور کوئی درمیانی راستہ نکال لیں۔ یعنی تحریک انصاف چند ماہ اور صبر کرلے اسی سال انتخابات کروانے کی ضد چھوڑ کر اگلے سال کی پہلی سہ ماہی میں انتخابات کروانا قبول کرلے اور PDM اگست کی ضد چھوڑ کر چند ماہ پہلے انتخابات کروانا قبول کرلے۔ جہاں تک نئے آرمی چیف کی تقرری کا سوال ہے تو انتخابات کے حوالے سے کسی درمیانی صورت پر اتفاق ہونے کے بعد یہ معاملہ بھی اتفاقِ رائے سے طے کیا جا سکتا ہے۔ تحریک انصاف کو سمجھنا چاہیے کہ حالیہ صورتِ حال اور جلسوں وغیرہ سے عمران خان کو جو مقبولیت حاصل ہوئی ہے انتخابات کے چند ماہ کے التوا سے وہ مقبولیت ختم نہیں ہو جائے گی۔ فرض کریں کہ وہ سمجھتے ہیں کہ جو Tempo اس وقت بنا ہوا ہے وہ ٹوٹ جائے گا۔ تو اوّل تو ایسی کوئی زیادہ توقع نہیں پھر یہ کہ اُنہیں ملکی مفاد اور خانہ جنگی سے بچنے کے لیے کچھ نہ کچھ قربانی تو دینا پڑے گی دوسری طرف اگر PDM کی حکومت سمجھتی ہے کہ اُن کے دور میں جو مہنگائی تیزی سے بڑھی ہے اُس کا اُنہیں نقصان ہوا ہے اور اب اگلے چند ماہ میں وہ مہنگائی کے حوالے سے عوام کو ریلیف دے کر اس نقصان کی تلافی کرلیں گے تو ایسا آسان نہیں ہوگا۔ کیونکہ ہماری رائے میں مہنگائی صرف لوکل مسئلہ نہیں اس مسئلہ کا تعلق بین الاقوامی حالات اور IMF کے اُس پھندے سے ہے جو ہم نے اپنی گردن میں ڈالا ہوا ہے۔ لہٰذا آپ کی تگ و دو سے مہنگائی اگلے چند ماہ میں کچھ کم تو ہو سکتی ہے لیکن کوئی بڑا فرق واقع نہیں ہوگا۔ PDM کو اصل میں اس مسئلہ کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے کہ اُن پر جو امریکہ سے خصوصی تعلق کا ٹھپہ غلط یا صحیح طور پر لگ گیا ہے، وہ تاثر ختم کرنے کی ضرورت ہے۔

ہماری رائے میں ہماری عوام کا مسئلہ یہ ہے کہ وہ امریکہ جانے کے لیے تو ذاتی مکان اور بیوی کا زیور تک بیچنے کو تیار ہو جاتے ہیں تاکہ کسی طرح امریکہ پہنچ جائیں۔ لیکن اگر آپ اُن سے سیاسی حوالے سے امریکہ کے بارے میں پوچھیں گے تو وہ انتہائی نفرت کا اظہار کریں گے۔ عمران خان نے ایک انٹرویو میں امریکہ کو اڈے دینے کے حوالے سے "Absolutely Not" کہا اور اپنے اقتدار کے آخری دنوں میں روس کا دورہ بھی کیا جو امریکہ اور اُس کے اتحادیوں کو سخت ناگوار گزرا۔ پھر امریکہ میں پاکستان کے سفارت خانے نے ایک سائفر ارسال کیا۔ اُنہی دنوں میں وزیر اعظم کے خلاف پارلیمان میں عدم اعتماد کی تحریک کے سلسلے میں اسلام آباد میں وفاداریاں خریدنے کے لیے منڈیاں لگیں۔ اس سے عوام نے ایک گہرا تاثر لیا کہ عمران خان کی حکومت کو گرانے میں امریکی سازش شامل ہے۔ لہٰذا عمران خان کو عوام کے امریکہ مخالف جذبات سے ''کھیلنے'' کا موقع ملا اور اُنہوں نے ملک بھر میں جلسے کرکے عوام کے اذہان میں یہ کوٹ کوٹ کر بھر دیا کہ یہ سب امریکی سازش کا نتیجہ ہے۔ جسے عوام نے قبول کر لیا ہے اور اُن کا امریکہ مخالف بیانیہ بک رہا ہے۔ PDM کو بھی چاہیے کہ وہ اس طرح کے بیانات دینے کی بجائے کہ ''ہم بیرونی قوتوں کی مرضی کے بغیر کچھ نہیں کر سکتے''، اعتدال کی راہ اختیار کریں۔ خاص طور پر تیل، گیس اور گندم رعائتی نرخوں پر حاصل کرنے کے لیے روس سے معاہدہ ناگزیر ہے۔ جب افغانستان میں افغان طالبان حکومت کڑی پابندیوں اور دھمکیوں کے باوجود روس سے 10 لاکھ ٹن پیٹرول، 10 لاکھ ٹن ڈیزل، 5 لاکھ ٹن LPG اور 20 لاکھ ٹن گندم سالانہ رعائتی نرخوں پر خریدنے اور روسی کرنسی میں ادائیگی کا معاہدہ کر سکتی ہے تو پاکستان بھی ہمت اور حوصلے کا مظاہرہ کرے اور ملکی مفادات کو مدنظر رکھتے ہوئے ایسے معاہدے کرے۔ مقامی کرنسی میں تجارت کی کوشش کی جائے تاکہ ڈالر کے چنگل سے بھی جان چھوٹے۔ موجودہ حکومت اگر روس سے سستی گیس، تیل اور گندم حاصل کرلے تو یہ تاثر ختم نہ سہی کم ضرور ہو جائے گا کہ وہ امریکہ کا بہت زیادہ دباؤ قبول کرتی ہے اور امریکہ کی کسی بات کو رد نہیں کرتی۔ بلکہ یہ تاثر سامنے آئے گا کہ ہم اب بھی دنیوی تعلقات کے حوالے سے توازن قائم کرنا چاہتے ہیں۔

ان حالات میں اصل دانشمندانہ فیصلہ یہ ہوگا کہ پاکستان امریکہ سے تو دور ہو جائے لیکن اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی کوشش کرے۔ پھر یہ کہ اگرچہ معاشی حالات کی بنیاد پر سیاسی اور عسکری قوت بنتی ہے لیکن اصل بات یہ ہے کہ پاکستان اپنے نظریے سے ہٹا ہوا ہے۔ اسی نظریاتی انحراف اور حق کے لیے ڈٹے نہ رہنے کی روش کے نتیجہ میں ہم عالمی سطح پر ایک فٹ بال بن کر رہ گئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہماری عزت، وقار اور استحکام صرف اور صرف اسلام سے وابستہ ہے۔

اللہ کی رحمتِ خاص کے مستحق کون؟

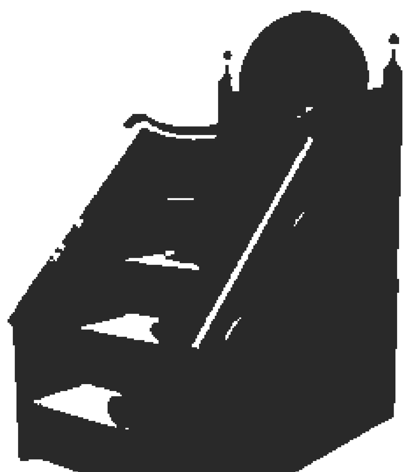

(سورۃ الاعراف کی آیات 156 اور 157 کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی DHA کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ ﷾ کے 30 ستمبر 2022ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

تلاوت آیات کے بعد:

آج ان شاء اللہ سورۃ الاعراف کی آیات 156 اور 157 کا مطالعہ وتشریح مطلوب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں تفصیل سے پچھلی قوموں کے واقعات کو بیان فرمایا۔ یہ قرآن حکیم کا مستقل اسلوب ہے کہ سابقہ اقوام کی داستانوں کا ذکر کر کے ہر دور کے اہل ایمان کے لیے راہنمائی فراہم کرتا ہے تاکہ وہ سابقہ ادوار کے اہل ایمان کے صبر، استقامت اور دین کی خاطر دی گئی قربانیوں کو جانیں اور اپنے اندر ہمت، حوصلہ اور دین پر ثابت قدمی پیدا کریں۔ اسی طرح ان سابقہ اقوام کے تذکرہ میں اسلام دشمنوں، پیغمبروں کی دعوت کا انکار کرنے والوں اور اہل ایمان پر مظالم ڈھانے والوں کے لیے بھی تنبیہ ہوا کرتی ہے تاکہ وہ ان کے انجام سے سبق حاصل کریں اور اسلام دشمنی سے باز آجائیں۔ اسی تناظر میں آج ہم سورۃ الاعراف کی ان دو آیات کا مطالعہ کریں گے جن میں موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کا احوال بیان ہوا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَآ اِلَيْكَ ۭ﴾ ''اور تو ہمارے لیے اس دُنیا (کی زندگی) میں بھی بھلائی لکھ دے اور آخرت میں بھی، ہم تیری جناب میں رجوع کرتے ہیں۔'' (الاعراف:156)

یہ موسیٰ علیہ السلام کی دعا ہے۔ ایسی ہی دعا سورۃ البقرہ کی آیت میں آتی ہے جو اللہ کے نبی ﷺ کے معمولات میں بھی شامل رہی۔ یقیناً ہم سب کو یاد بھی ہوگی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝۲۰۱﴾ (البقرہ) ''پروردگار! ہمیں اس دنیا میں بھی خیر عطا فرما اور آخرت میں بھی خیر عطا فرما اور ہمیں بچا لے آگ کے عذاب سے۔''

یہ بڑی جامع دعا ہے۔ یعنی جو شے اللہ عطا فرمائے وہ عمدگی والی دے۔ اگر دولت بھی دے تو عمدگی والی دولت دے، ایسا نہ ہو کہ میں دولت کی محبت میں ڈوب کر تجھ سے دور ہو جاؤں۔ اگر اولاد عطا فرمائے تو عمدگی والی عطا فرما۔ ایسا نہ ہو کہ میں اولاد کی محبت میں ڈوب کر دین کے تقاضوں سے دور ہو جاؤں۔ اسی طرح اے اللہ! مجھے مال واسباب عطا فرما جو میرے لیے مشکل ومصیبت کا باعث نہ بن جائیں۔ یہ اصل میں کسی بھی نعمت کا حسن ہوتا ہے۔ یہ دعا ہمارے معمولات میں شامل رہنی چاہیے۔ اللہ ہمیں توفیق دے۔ آگے فرمایا:

مرتب: ابو ابراھیم

﴿قَالَ عَذَابِيْٓ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَاۗءُ ۚ وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۭ﴾ ''(اللہ نے) فرمایا کہ میں عذاب میں مبتلا کروں گا جس کو چاہوں گا اور میری رحمت ہر شے پر چھائی ہوئی ہے۔'' (الاعراف:156)

موسیٰ علیہ السلام کی دعا کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ دنیا و آخرت کی بھلائی اُس کو ملے گی جس کو اللہ عنایت کرنا چاہے گا، کیونکہ کُل کا کُل اختیار اسی کے پاس ہے، وہ چاہے تو کسی کو بھی بخش دے۔ البتہ اس کی رحمت خصوصی طور پر ان لوگوں کو حاصل ہوگی جن کے بارے میں فرمایا:

﴿فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ﴾ ''تو اسے میں لکھ دوں گا ان لوگوں کے لیے جو تقویٰ کی روش اختیار کریں گے۔'' (الاعراف:156)

تقویٰ کے لغوی معنی ہیں اللہ کا خوف، ڈر دل میں ہونا۔ گناہوں سے، معصیت کے کاموں سے رُک جانا، اللہ کی پکڑ، ناراضگی اور عذاب سے ڈرنا۔ معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص اللہ کی رحمت کا طالب ہے تو اسے سب سے پہلے گناہوں کو چھوڑنا ہوگا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ نافرمانیاں بھی کرتے رہو، اللہ کے احکامات بھی توڑتے رہو اور یہ بھی اُمید رکھو کہ اللہ کی رحمت نازل ہو۔ یہ آیات بنی اسرائیل کے حوالے سے نازل ہو رہی ہیں لیکن سبق مسلمانوں کے لیے بھی ہے۔ آگے فرمایا:

﴿وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ﴾ ''(جو) زکوٰۃ دیتے رہیں گے۔'' (الاعراف:156)

بنی اسرائیل میں زکوٰۃ کے ادا کرنے کے اعتبار سے، راہ خدا میں مال خرچ کرنے کے اعتبار سے بھی کوتاہی کا معاملہ رہا۔ دنیا کی محبت میں ڈوب کر دین کی خاطر خرچ کرنے کے اعتبار سے انہوں نے فرار اور کنارہ کشی اختیار کی۔ سورۃ الاعراف کا نزول مکی دور کے آخر میں ہوا چنانچہ یہاں بنی اسرائیل کے حوالے سے آیات کا نزول اپنے اندر یہ معنی رکھتا ہے کہ جب حضور ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ شریف لے جائیں گے تو یہود تک پہلے دعوت فکر اور حق کا پیغام پہنچ جائے۔ آگے فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۱۵۶﴾ ''اور جو لوگ ہماری آیات پر پختہ ایمان رکھیں گے۔'' (الاعراف:156)

حضور ﷺ سے پہلے آیات سے مُراد تورات اور انجیل کی آیات تھیں لیکن جب محمد رسول اللہ ﷺ آخری رسول کے طور پر آ گئے ہیں اور قرآن مجید کا آخری کتاب کے طور پر نزول ہو گیا تو اب اسے مانے بغیر چارہ نہیں۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: اگر آج بالفرض موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو مجھے مانے بغیر ان کو بھی کوئی چارہ کار نہیں تھا۔ ہم جانتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ تشریف لائیں لیکن وہ بھی شریعت محمدیؐ کی ہی پیروی کریں گے اور اسی کے معاملات کو آگے لے کر چلیں گے۔ رسول اللہ ﷺ

پر ایمان لانے کی شرط کیوں لگائی گئی؟ آج پوری دنیا کا پریشر ہم پر ہے، کبھی اتحاد بین المذاہب کے عنوان سے کہا جاتا ہے کہ تمام مذاہب کو ملا کر ایک ہی مذہب بنا دیا جائے۔ کبھی بڑے خوبصورت سٹائل کے اندر کہا جاتا ہے کہ چلو کوئی موسیٰ علیہ السلام کو مان لے، کوئی عیسیٰ علیہ السلام کو مان لے اور کوئی محمد ﷺ کو مان لے۔ کیا فرق ہے؟ مگر نہیں۔ اللہ کا کلام فرق بتا رہا ہے:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ⑧﴾ ''اور لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو کہتے تو یہ ہیں کہ ہم ایمان رکھتے ہیں اللہ پر بھی اور یوم آخر پر بھی، مگر وہ حقیقت میں مؤمن نہیں ہیں۔'' (البقرۃ:8)

یعنی اللہ کو اور آخرت کو مانتے ہیں لیکن اللہ فرما رہا ہے کہ یہ ایمان والے نہیں۔ اس میں کیا مس ہو رہا ہے؟ کیونکہ وہ اللہ کے آخری رسول ﷺ کو ماننے سے انکاری ہیں۔ یہودی اللہ کو مانتا ہے تو مانتا رہے، آخرت کو مانتا ہے تو مانتا رہے، حتیٰ کہ موسیٰ علیہ السلام کو مانتا ہے تو مانتا رہے لیکن اگر محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان نہیں لاتا تو وہ ایمان والا نہیں ہو سکتا۔ یہی اصول عیسائیوں کے لیے بھی ہے۔ یہ عقیدہ کا مسئلہ ہے۔ البتہ اس میں عملی مسئلہ ضرور اہم ہے۔ ہم یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہودی اور عیسائی رسول اللہ ﷺ کو نہیں مانتے وہ مسلمان نہیں، جہنم میں جائیں گے۔ مگر سوال یہ ہے کہ ان لوگوں تک دین پہنچانے کی ذمہ داری کس پر ہے؟ اگر وہ ذمہ داری ہم ادا نہیں کر رہے تو اس کا عذاب ہم پر بھی آئے گا۔ جس کام کے لیے امت کو کھڑا کیا گیا تھا وہ کام اُمت نہیں کر رہی، اسی وجہ سے تو یہ عذاب ہیں۔ اگلی آیت میں فرمایا:

﴿اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ﴾ ''جو اتباع کریں گے رسولِ نبی اُمی (ﷺ) کا''

ذہن میں رہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی دعا کے جواب میں یہ فرمایا جا رہا ہے کہ اللہ کی خاص رحمت ان کو حاصل ہوگی جو (1) تقویٰ کی روش اختیار کریں گے، (2) زکوٰۃ ادا کریں گے، (3) اللہ کی آیات (قرآن) پر ایمان لائیں گے، (4) اللہ کے آخری رسول ﷺ پر ایمان لائیں گے اور ایمان لانا کافی نہیں ہے بلکہ ایمان کے بعد اتباع کرنا بھی ضروری ہے اور اتباع کا میدان بڑا وسیع ہے۔ قرآن پاک میں اکثر اطاعت کا لفظ آتا ہے جو اکثر و بیشتر احکام سے متعلق ہوتا ہے یعنی اوامر اور نواہی کے متعلق کہ کون سے کام کرنے ہیں اور کن کاموں سے باز رہنا ہے۔ جبکہ اتباع کا معاملہ اس سے آگے کا ہوتا ہے۔ اُمتی کسی حکم کا انتظار نہیں کرتا بلکہ اپنے آپ کو نبی اکرم ﷺ کے معمولات زندگی سے قریب سے قریب تر کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کا جذبہ ایسا ہونا چاہیے جیسے ایک بندہ پہلے عیسائی تھا، جب مسلمان ہو گیا تو اس نے داڑھی رکھ لی۔ اس کے گھر والوں نے کہا کہ تو نے ہمارا مذہب تو چھوڑا ہی چھوڑا ہے لیکن تم نے اپنی شکل کیا بنالی ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو مان لیا اب ان کی مان کر چلنا بھی ضروری ہے۔ اب ان کا چہرہ ایسا تھا تو میرا چہرہ بھی ایسا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کی پیروی کا یہ جذبہ ہم سب کو عطا فرمائے۔ یہی اطاعت ہے۔ شب و روز کے مسائل اور معمولات زندگی ہوں یا اجتماعی سطح پر دعوت دین، اقامت دین کی جدوجہد ہو، اتباع رسول ﷺ کا یہ پورا پیکیج سامنے رہنا چاہیے مگر ظاہری حلیے اور معاملات میں بھی سنت سے قریب تر ہونا رسول اللہ ﷺ کی اطاعت میں شامل ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((من احب سنتي فقد احبني ومن احبني كان معي في الجنة)) (مشکوٰۃ) ''جس نے میری سنت سے محبت کی یقیناً اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔''

رسول ﷺ سے محبت ایمان کا تقاضا ہے۔ سورۃ الاحزاب کی آیت 6 میں فرمایا:

''یقیناً نبیؐ کا حق مؤمنوں پر خود اُن کی جانوں سے بھی زیادہ ہے۔''

یہ ہے پورا پیکیج، ایمان بھی، محبت بھی، ادب بھی، احترام بھی، تعظیم بھی، اطاعت، اتباع بھی اور زندگی کے تمام معاملات

پریس ریلیز 7 اکتوبر 2022ء

مسائل میں گھری ہوئی امت کے لیے اُسوۂ رسول ﷺ نسخۂ کیمیا ہے

شجاع الدین شیخ

مسائل میں گھری ہوئی امت کے لیے اُسوۂ رسول ﷺ نسخۂ کیمیا ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ انہوں نے کہا کہ ماہ ربیع الاوّل میں سیرت کانفرنسز اور محافل نعت کا انعقاد یقیناً قابلِ تحسین ہے اور اگرچہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور حضور ﷺ کی ثنا مطلوب ہے اور عبادت کا لازمی جز بھی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اسلام صرف مذہبی رسومات کی ادائیگی کا نام نہیں بلکہ ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے لہٰذا جب تک اس پر مکمل طور پر عمل نہیں کیا جاتا مسلمان دنیوی عزت و وقار اور اُخروی نجات حاصل نہیں کر سکیں گے۔ مسلمانوں کو نبی اکرم ﷺ کی مبارک سیرت پر اپنی نگاہیں مرکوز کرنا ہوں گی اور آپ ﷺ کے عطا کردہ مشن کو اپنانا ہوگا اور یہ دیکھنا ہوگا کہ آپ ﷺ کا کون سا ایسا عمل تھا جس پر آپ ﷺ نے اعلانِ نبوت سے لے کر تا حیات دُنیوی مسلسل عمل کیا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اِس حوالے سے دو آراء ممکن ہی نہیں کہ آپ ﷺ نے مسلسل 23 سال تک اُس دین کو قائم و نافذ کرنے کی شب و روز جدوجہد کی جسے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو وحی کے ذریعے عطا کیا۔ امیر تنظیم اسلامی نے کہا کہ خطبہ حجۃ الوداع میں آپ ﷺ نے لوگوں سے یہ گواہی حاصل کی کہ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائد کردہ ذمہ داری کو احسن ترین طریقہ سے ادا کر دیا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ اب امت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس دین کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچا دے۔ آج ہماری ذلت و رسوائی کی وجہ یہ ہے کہ وہ ذمہ داری جو ہمیں سونپی گئی تھی ہم اُسے ادا کرنے میں بُری طرح ناکام ہوئے۔ ہمیں یقینِ واثق ہے کہ اگر آج بھی خلوص اور جانفشانی سے دینِ اسلام کے نفاذ کی کوشش کی جائے تو اللہ تعالیٰ ہمیں کامیابی عطا فرمائے گا اور ہم ایک بار پھر اس دنیا کی قیادت کریں گے اور یہ ہماری اُخروی نجات کا ذریعہ بھی بنے گا۔ ان شاء اللہ!

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

میں حتی الامکان اپنے آپ کو سنت رسول ﷺ سے قریب تر کرنا، اس کا نام اطاعت ہے۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ فرمایا:

﴿اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ﴾ ”جو اتباع کریں گے رسولِ نبی اُمّی (ﷺ) کا“ (الاعراف:157)

اب تورات یا شریعت موسوی valid نہیں ہوگی بلکہ اب قرآن مجید اللہ کی حتمی کتاب ہے جو اللہ کے آخری رسول ﷺ پر نازل ہوئی۔ آپ ﷺ کو النبی الامی کہنے کی ایک وجہ آپ ﷺ کی مکہ میں ولادت باسعادت ہے۔ اسی طریقے پر امیین ان عربوں کو کہا جاتا تھا جنہوں نے معروف معنوں میں تعلیم حاصل نہ کی ہو، خاص طور پر الہامی تعلیم کا سلسلہ تو بنی اسرائیل میں انبیاء کی آمد کے ساتھ جاری رہا مگر بنی اسمٰعیل میں دو ڈھائی ہزار برس تک کوئی پیغمبر اور نبی نہیں آئے لہٰذا اس معنی میں ان کو امیین کہا جاتا تھا۔ یہ کہتے ہوئے ہمیں بڑا عجیب لگتا ہے کہ آپ ﷺ معروف معنوں میں پڑھے لکھے نہیں تھے لیکن یہی حضور ﷺ کی عظمت کا بیان ہے۔ قرآن پاک میں ذکر موجود ہے کہ اگر بالفرض محال آپ ﷺ نے کہیں لکھا پڑھا ہوتا تو لوگ اعتراض کرتے کہ انہوں نے قرآن اپنے پاس سے لکھ ڈالا ہے۔ یہی آپ ﷺ کی عظمت ہے کہ براہ راست اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو سکھایا اور جس نے 40 برس تک ظاہری اعتبار سے کچھ سیکھا نہیں وہ 40 برس کے بعد وہ کلام پیش کر رہا ہے کہ قیامت تک اس کی حکمت اور معارف کے موتی ختم نہیں ہوں گے اور وہ عرب جنہیں اپنی عربی زبان پر بڑا ناز تھا وہ بھی دنگ رہ گئے اور اس قرآن کریم کا چیلنج قبول نہ کر سکے۔ یہی آپ ﷺ کی شان ہے کہ آپ کو معلم انسانیت بنا کر بھیجا گیا۔ اس سے حضور ﷺ کی خاص فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ بالفرض انسانوں میں سے آپ ﷺ کسی کے شاگرد ہوتے تو اُستاد ہونے کے ناطے اس کا مرتبہ بلند رہتا لیکن رب کو یہ منظور نہیں تھا لہٰذا آپ کا مرتبہ سب سے بلند بنایا گیا اور آپ ﷺ کو انسانیت کا معلم بنایا گیا۔ آگے فرمایا:

﴿الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ﴾ ”جسے پائیں گے وہ لکھا ہوا اپنے پاس تورات اور انجیل میں“ (الاعراف:157)

اللہ کے رسول ﷺ کی آمد کی بشارات پچھلی کتابوں یعنی تورات اور انجیل میں موجود ہیں اور قرآن کہہ رہا ہے کہ یہ قیامت تک موجود پائیں گے۔ گو کہ تورات اور انجیل میں بڑی تبدیلیاں اور تحریفات ہو چکی ہیں مگر اب بھی انجیل کی کچھ آیات ایسی موجود ہیں جن میں اشارہ نبی کریم ﷺ کی آمد کی طرف ہے۔ چنانچہ اب بھی یہود ونصاریٰ میں سے جو لوگ اسلام قبول کرتے ہیں تو ان میں سے کئی ان بشارات کو دیکھتے ہوئے قرآن مجید کے مطالعہ کی طرف آتے ہیں اور پھر اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دے دیتا ہے۔ اب وہی لوگ بیان کرتے ہیں کہ یہ وہ آیات ہیں جو محمد مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں ہیں۔ قرآن سورۃ الفتح کے آخر میں بتاتا ہے کہ حضور ﷺ کے صحابہؓ کی نشانیاں بھی تورات و انجیل میں موجود ہیں، جب ان کی موجود ہیں تو حضور ﷺ کا معاملہ تو ان سے بہت بڑھ کر ہے۔

زیر مطالعہ آیت کا عنوان ہے: رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہمارا تعلق۔ اس میں نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلق کے ذیل میں چار باتوں کا ذکر ہے۔ اس پر ہمارے استاد محترم بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا خطاب بھی ہے جو اب بہت جامع کتابچہ کی صورت میں موجود ہے جس کا عنوان ہے: نبی کریم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں۔“ اس میں زیادہ تفصیلات آپ کو میسر آئیں گی۔

نبی اکرم ﷺ سے ہمارا عملی تعلق

اب آگے نبی اکرم ﷺ کے فرائض اور ذمہ داریوں کے حوالے سے عملی پہلو بیان ہو رہے ہیں۔ فرمایا:

﴿یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَیُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ﴾ ”وہ انہیں نیکی کا حکم دیں گے تمام برائیوں سے روکیں گے اور ان کے لیے تمام پاک چیزیں حلال کر دیں گے“ (الاعراف:157)

اصل میں جو حضور ﷺ کی اتباع کریں گے ان کو یہ بتایا جا رہا ہے کہ اتباع کا میدان یہ بھی ہے، اتباع حضور ﷺ کی کرو تو یہاں بھی کرو۔ محض خوشبو لگا کر، مسواک کا اہتمام کرکے، سفید کپڑا پہن کر مطمئن نہ ہو جاؤ کہ سنت کے تقاضے پورے ہو گئے۔ ان اعمال کی نسبت بھی حضور ﷺ سے ہے، یہ بھی کرنے ہیں۔ حضور ﷺ آ کر معروف کا حکم دے رہے ہیں اور منکر سے روک رہے ہیں۔ کیا جائز ہے کیا ناجائز ہے، کیا کام کرنے ہیں، کن سے رُک جانا ہے، اس کی تعلیم رسول ﷺ فرمائیں گے۔ پھر انہی تعلیمات کے مطابق امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرنا آپ ﷺ کے بعد اس اُمت کی ذمہ داری ہے۔ لیکن آج یہ اُمت اس بنیادی ذمہ داری کو بھول چکی ہے۔ آگے 12 ربیع الاوّل آ رہا ہے۔ آپ ﷺ سے محبت، آپ ﷺ پر ایمان، آپ ﷺ کا ادب واحترام لازم ہے، اس کے بغیر تو نجات نہیں ہے لیکن آپ ﷺ کا وہ مشن جس کے لیے آپ ﷺ نے 23 سال مسلسل جدوجہد کی اس کو آگے بڑھانا بھی اس اُمت کی ذمہ داری ہے، صرف سال میں ایک دن منا لینے سے اُمتی ہونے کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ صحابہ کرامؓ نے تو آپ ﷺ کے مشن کے لیے گھر بار چھوڑ دیے تھے۔ قرآن حکیم بتا رہا ہے کہ اس اُمت کو کس مشن کے لیے کھڑا کیا گیا تھا۔ فرمایا:

﴿كُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ (آل عمران:110)

”تم وہ بہترین اُمت ہو جسے لوگوں کے لیے برپا کیا گیا ہے تم حکم کرتے ہو نیکی کا اور تم روکتے ہو بدی سے۔“

بحیثیت اُمتی ہمارا فریضہ ہے کہ بے حیائی، فحاشی، سود اور ظلم وستم کے خلاف ہم آواز بلند کریں، ٹرانسجینڈر ایکٹ کے خلاف آواز اٹھائیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”تم لازماً نیکی کا حکم دو گے اور تم لازماً بدی سے روکو گے اگر تم نے یہ کام نہ کیا تو اندیشہ ہے کہ تم پر اللہ کا عذاب آئے گا اور پھر تم دعائیں کرو گے اور اللہ تمہاری دعائیں قبول نہیں کرے گا۔“

آج جمعہ کی نماز میں کروڑوں مسلمان دعائیں کرتے ہیں، حج وعمرہ کے دوران مسلمان رو رو کر دعائیں کر رہے ہیں، رمضان میں سحر وافطار میں دعائیں مانگی جاتی ہیں لیکن اُمت کے حالات سنورنے نہیں پا رہے، بگڑتے ہی چلے جا رہے ہیں۔ وہ ملک جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں 27 رمضان کو عطا کیا تھا، آج اس کی حالت یہ ہے کہ کبھی سیلاب، کبھی مہنگائی، کبھی سیاسی بحران، کبھی آٹے، چینی کی قلت، معیشت کا بھٹہ بیٹھ گیا ہے، یہ سب عذاب اسی بدولت ہیں کہ ہم نے بحیثیت اُمتی اپنا اصل فریضہ ترک کر دیا ہے لہٰذا اب ہماری دعائیں بھی قبول نہیں ہو رہیں۔ ہمارے حکمرانوں کے پاس قوت نافذہ موجود ہے۔ بجائے اس کے کہ شریعت کا نفاذ کرتے، منکرات کا خاتمہ کرتے‘ ڈنکے کی چوٹ پر سود کو جاری رکھنے پر تیار ہیں، ٹرانسجینڈر ایکٹ کو تبدیل کرنے اور اُسے شریعت کے مطابق بنانے پر آمادہ نہیں، ان سرکشیوں اور بغاوتوں کے باوجود بھی ہم چاہتے ہیں کہ اللہ کی رحمت ہم پر نازل ہو تو یہ ممکن نہیں ہے۔ زیر مطالعہ آیات میں موسیٰ علیہ السلام کی دعا کے جواب میں اللہ نے بتا دیا کہ اللہ کی رحمت کن لوگوں پر نازل ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس رحمت کا طالب بنائے اور اس کے تقاضوں پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین!

اللہ کی عظیم کتاب "قرآن کریم" میں ذکرِ رسول ﷺ

ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی

خالق کائنات نے اپنے حبیب حضور اکرم ﷺ کو قرآن کریم میں عمومی طور پر یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ، یَا اَیُّھَا الرَّسُوْلُ، یَا اَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ اور یَا اَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ جیسی صفات سے خطاب فرمایا ہے، حالانکہ دیگر انبیاء کرامؑ کو ان کے نام سے بھی خطاب فرمایا ہے۔ صرف چار جگہوں پر اسم مبارک محمد اور ایک جگہ اسم مبارک احمد قرآن کریم میں آیا ہے۔ "اور محمد ایک رسول ہی تو ہیں، ان سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے ہیں۔" (آل عمران:144) "(مسلمانو!) محمد تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور تمام نبیوں میں سب سے آخری نبی ہیں۔" (الاحزاب:40) "اور جو لوگ ایمان لے آئے ہیں، اور انہوں نے نیک عمل کئے ہیں، اور ہر اُس بات کو دل سے مانا ہے جو محمد پر نازل کی گئی ہے، اور وہی حق ہے جو ان کے پروردگار کی طرف سے آیا ہے، اللہ نے ان کی برائیوں کو معاف کردیا ہے اور ان کی حالت سنوار دی ہے۔" (محمد:2) "محمد اللہ کے رسول ہیں، اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے مقابلہ میں سخت ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کے لیے رحم دل ہیں۔" (الفتح: 29) "اور وہ وقت یاد کرو جب عیسیٰ بن مریمؑ نے کہا تھا کہ: اے بنو اسرائیل! میں تمہارے پاس اللہ کا ایسا پیغمبر بن کر آیا ہوں کہ مجھ سے پہلے جو تورات (نازل ہوئی) تھی، میں اس کی تصدیق کرنے والا ہوں اور اُس رسول کی خوشخبری دینے والا ہوں جو میرے بعد آئے گا، جس کا نام احمد ہے۔" (الصف:6)

معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے زمانہ ہی میں حضور اکرم ﷺ کے نبی ہونے کی تصدیق فرمادی تھی۔

حضور اکرم ﷺ کا عالی مقام ومرتبہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو ایسا عظیم الشان مقام عطا فرمایا ہے کہ کوئی بشر حتی کہ نبی یا رسول بھی اس مقام تک نہیں پہنچ سکتا، چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام میں ارشاد فرماتا ہے: "(اے پیغمبر!) کیا ہم نے تمہاری خاطر تمہارا سینہ کھول نہیں دیا؟ اور ہم نے تم سے تمہارا وہ بوجھ اتار دیا ہے، جس نے تمہاری کمر توڑ رکھی تھی۔ اور ہم نے تمہاری خاطر تمہارے تذکرے کو اونچا مقام عطا کردیا ہے۔" (الم نشرح:1 تا 4) دنیا میں کوئی لمحہ ایسا نہیں گزرتا جس میں ہزاروں مسجدوں کے مناروں سے اللہ کی وحدانیت کی شہادت کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کے نبی ہونے کی شہادت ہر وقت نہ دی جاتی ہو اور لاکھوں مسلمان نبی اکرم ﷺ پر درود نہ بھیجتے ہوں۔ غرضیکہ اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے زیادہ حضور اکرم ﷺ کا نام نامی اس دنیا میں لکھا، بولا، پڑھا اور سنا جاتا ہے۔

حضور اکرم ﷺ صاحبِ حوض کوثر

خالق کائنات نے صرف دنیا ہی میں نہیں بلکہ آپ ﷺ کو حوض کوثر عطا فرما کر قیامت کے روز بھی ایسے بلند واعلیٰ مقام سے سرفراز فرمایا ہے جو صرف اور صرف حضور اکرم ﷺ کو حاصل ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: (اے پیغمبر!) یقین جانو ہم نے تمہیں کوثر عطا کردی ہے۔ لہٰذا تم اپنے پروردگار (کی خوشنودی) کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔ یقین جانو تمہارا دشمن ہی وہ ہے جس کی جڑ کٹی ہوئی ہے یعنی جس کی نسل آگے نہ چلے گی۔ (الکوثر:1 تا 3) کوثر جنت کے اُس حوض کا نام ہے جو حضور اکرم ﷺ کے تصرف میں دی جائے گی اور آپؐ کی امت کے لوگ قیامت کے دن اس سے سیراب ہوں گے۔ حوض پر رکھے ہوئے برتن آسمان کے ستاروں کے مانند کثرت سے ہوں گے۔

حضور اکرم ﷺ پر درود وسلام

اللہ تعالیٰ نے نہ صرف زمین میں بلکہ آسمانوں پر بھی اپنے نبی کو بلند مقام سے نوازا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اللہ تعالیٰ نبی پر رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ اور فرشتے نبی کے لیے دعائے رحمت کرتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی نبی پر درود وسلام بھیجا کرو۔ (الاحزاب:56)

اس آیت میں نبی اکرم ﷺ کے اس مقام کا بیان ہے جو آسمانوں میں آپ ﷺ کو حاصل ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں میں آپ ﷺ کا ذکر فرماتا ہے اور آپ ﷺ پر رحمتیں بھیجتا ہے۔ اور فرشتے بھی آپ ﷺ کی بلندی درجات کے لیے دعائیں کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے زمین والوں کو حکم دیا کہ وہ بھی آپ ﷺ پر درود وسلام بھیجا کریں۔

حضور اکرم ﷺ کا فرمان اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: کیسا عالی شان مقام حضور اکرم ﷺ کو ملا کہ آپؐ کا کلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی ہوتا تھا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ خود ارشاد فرماتا ہے: "اور یہ اپنی خواہش سے کچھ نہیں بولتے، یہ تو خالص وحی ہے جو ان کے پاس بھیجی جاتی ہے۔" (النجم: 3،4)

حضور اکرم ﷺ کی لوگوں کی ہدایت کی فکر

حضور اکرم ﷺ لوگوں کی ہدایت کی اس قدر فکر فرماتے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: "(اے پیغمبر!) شاید تم اس غم میں اپنی جان ہلاک کئے جارہے ہو کہ یہ لوگ ایمان (کیوں) نہیں لاتے!" (الشعراء:3)

ہمارے نبی کافروں اور مشرکوں کو ایمان میں داخل کرنے کی دن رات فکر فرماتے اور اس کے لیے ہر ممکن کوشش فرماتے، لیکن آج بعض مسلمان اپنے ہی بھائیوں کو کافر اور مشرک قرار دینے میں بڑی عجلت سے کام لیتے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ نبی رحمت بنا کر بھیجے گئے

رب العالمین نے اپنے نبی کو رحمۃ للمسلمین یا رحمۃ للعرب نہیں بنایا بلکہ رحمۃ للعالمین بنایا ہے جیسا کہ فرمان الٰہی ہے: "اور (اے پیغمبر!) ہم نے تمہیں سارے جہانوں کے لیے رحمت ہی رحمت بنا کر بھیجا ہے۔" (الانبیاء:107) جس نبی کو سارے جہاں کے لیے رحمت ہی رحمت بنا کر بھیجا گیا ہو، اس نبی کی تعلیمات میں دہشت گردی کیسے مل سکتی ہے؟ آپ ﷺ نے ہمیشہ امن وامان کو قائم کرنے کی ہی تعلیمات دی ہیں۔

حضور اکرم ﷺ خاتم النبیین ہیں

آپ ﷺ نبی ہونے کے ساتھ خاتم النبیین بھی ہیں، حضرت آدم علیہ السلام سے جاری نبوت کا سلسلہ آپ ﷺ پر ختم ہوگیا، یعنی اب کوئی نئی شریعت نہیں آئے گی، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "(مسلمانو!) محمد تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں، اور تمام نبیوں میں سب سے آخری نبی ہیں۔" (الاحزاب:40)

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "میں آخری نبی ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔

(صحیح بخاری ومسلم)

حضور اکرم ﷺ کو عالمی رسالت سے نوازا گیا: متعدد آیات میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی عالمی رسالت کو بیان کیا ہے، یہاں صرف دو آیات پیش ہیں: "(اے رسول! ان سے) کہو کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اُس اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں جس کے قبضے میں تمام

آسمانوں اور زمین کی سلطنت ہے۔'' (الاعراف:158) اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اور (اے پیغمبر!) ہم نے تمہیں سارے ہی انسانوں کے لیے ایسا رسول بنا کر بھیجا ہے جو خوشخبری بھی سنائے اور خبردار بھی کرے۔'' (سبا: 28)

حضور اکرم ﷺ کا اسوۂ حسنہ بنی نوع انسان کے لیے: چونکہ آپ ﷺ کو عالمی رسالت سے نوازا گیا ہے، اس لیے آپ ﷺ کی زندگی قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کے لیے نمونہ بنائی گئی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے: ''حقیقت یہ ہے کہ تمہارے لیے رسول اللہؐ کی ذات میں ایک بہترین نمونہ ہے ہر اُس شخص کے لیے جو اللہ سے اور یوم آخرت سے امید رکھتا ہو۔ اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرتا ہو۔'' (الاحزاب:21) حضور اکرم ﷺ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے نمونہ ہے، لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم حضور اکرم ﷺ کی سنتوں پر عمل کریں۔

حضور اکرم ﷺ کی اتباع

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے اسوہ میں دونوں جہاں کی کامیابی و کامرانی مضمر رکھی ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی اتباع کو لازم قرار دیا، فرمان الٰہی ہے: (اے پیغمبر! لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہاری خاطر تمہارے گناہ معاف کردے گا۔ (آل عمران:31) اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی سینکڑوں آیات میں اپنی اطاعت کے ساتھ رسول کی اطاعت کا بھی حکم دیا ہے۔ ان سب جگہوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں سے ایک ہی مطالبہ ہے کہ فرمانِ الٰہی کی تعمیل کرو اور ارشاد نبوی ﷺ کی اطاعت کرو۔ غرضیکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں متعدد جگہوں پر یہ بات واضح طور پر بیان کردی کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت بھی ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت رسول اکرم ﷺ کی اطاعت کے بغیر ممکن ہی نہیں ہے۔

قرآن کے مفسر اول: حضور اکرم ﷺ

اللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام میں فرماتا ہے: ''یہ کتاب ہم نے آپ کی طرف اتاری ہے کہ لوگوں کی جانب جو حکم نازل فرمایا گیا ہے، آپ اسے کھول کر بیان کردیں، شاید کہ وہ غور وفکر کریں۔'' (النحل:44) اسی طرح فرمان الٰہی ہے: ''یہ کتاب ہم نے آپ ﷺ پر اس لیے اتاری ہے تاکہ آپ ﷺ ان کے لیے ہر اس چیز کو واضح کردیں جس میں وہ اختلاف کررہے ہیں۔'' (النحل:64)

اللہ تعالیٰ نے ان دونوں آیات میں واضح طور پر بیان فرمادیا کہ قرآن کریم کے مفسر اول حضور اکرم ﷺ ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی اکرم ﷺ پر یہ ذمہ داری عائد کی گئی کہ آپ ﷺ امت مسلمہ کے سامنے قرآن کریم کے احکام ومسائل کھول کھول کر بیان کریں۔ اور ہمارا یہ ایمان ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنے اقوال وافعال کے ذریعہ قرآن کریم کے احکام ومسائل بیان کرنے کی ذمہ داری بحسن خوبی انجام دی۔

تاریخ کا سب سے لمبا سفر حضور اکرم ﷺ کے نام: تاریخ کے سب سے لمبے سفر (اسراء ومعراج) کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام (سورۃ الاسراء) میں بیان فرمایا ہے جس میں آپ ﷺ کو آسمانوں کی سیر کرائی گئی۔ مسجد حرام (مکہ مکرمہ) سے مسجد اقصیٰ کے سفر کو اسراء کہتے ہیں۔ اور یہاں سے جو سفر آسمانوں کی طرف ہوا اس کا نام معراج ہے۔ اس واقعہ کا ذکر سورۂ نجم کی آیات میں بھی ہے۔ سورۃ النجم کی آیات 13 تا 18 میں وضاحت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے (اس موقع پر) بڑی بڑی نشانیاں ملاحظہ فرمائیں۔

حضور اکرم ﷺ کی نماز

اللہ تعالیٰ کا پیار بھرا خطاب حضور اکرم ﷺ سے ہے کہ آپ رات کے بڑے حصہ میں نماز تہجد پڑھا کریں:

''اے چادر میں لپٹنے والے! رات کا تھوڑا حصہ چھوڑ کر باقی رات میں (عبادت کے لیے) کھڑے ہوجایا کرو۔ رات کا آدھا حصہ یا آدھے سے کچھ کم، یا اُس سے کچھ زیادہ۔ اور قرآن کی تلاوت اطمینان سے صاف صاف کیا کرو۔'' (المزمل:1 تا 4) اسی طرح سورۃ المزمل کی آخری آیت میں اللہ رب العزت فرماتا ہے: ''(اے پیغمبر!) تمہارا پروردگار جانتا ہے کہ تم دو تہائی رات کے قریب اور کبھی آدھی رات اور کبھی ایک تہائی رات (تہجد کی نماز کے لیے) کھڑے ہوتے ہو اور تمہارے ساتھیوں (صحابہ کرامؓ) میں سے بھی ایک جماعت (ایسا ہی کرتی ہے)۔''

حضور اکرم ﷺ کے اخلاق

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں اپنے نبی کے اخلاق کے متعلق فرماتا ہے: ''اور یقیناً تم اخلاق کے اعلیٰ درجہ پر ہو۔ (القلم:4) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جب آپ ﷺ کے اخلاق کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''آپ ﷺ کا اخلاق قرآنی تعلیمات کے عین مطابق تھا۔'' (بخاری ومسلم)

اللہ تعالیٰ ہمیں رحمۃ للعالمین اور خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کے اسوہ حسنہ پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین یا رب العالمین!

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ ''نمرہ مسجد ملک پارک دفتر سوئی گیس لنک روڈ ڈاکخانہ، گوجرانوالہ، حلقہ گوجرانوالہ'' میں
23 تا 29 اکتوبر 2022ء (بروز اتوار نمازِ عصر تا بروز ہفتہ نمازِ ظہر)

مبتدی وملتزم تربیتی کورس

کا انعقاد ہورہا ہے

نوٹ: ملتزم تربیتی کورس میں درج ذیل موضوع پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کرکے تشریف لائیں۔ ☆ **اسلام کا انقلابی منشور**

زیادہ سے زیادہ رفقاء متعلقہ پروگرام میں شریک ہوں۔

اور

28 تا 30 اکتوبر 2022ء (بروز جمعۃ المبارک نمازِ عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

امراء، نقباء ومعاونین تربیتی ومشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہورہا ہے

نوٹ: درج ذیل موضوع پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ ذمہ داران سے گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کرکے تشریف لائیں۔ ☆ **اسلام کا انقلابی منشور** (سیاسی سطح پر)

زیادہ سے زیادہ امراء، نقباء ومعاونین پروگرام میں شریک ہوں۔ موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 053-3600937 / 0334-4600937

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 78-35473375(042)

آڈیولیکس کی وجہ سے نہ صرف ہماری قومی سلامتی مخدوش ہوگئی ہے بلکہ ہم بین الاقوامی طور پر بھی ناقابل اعتبار ہو گئے ہیں: ایوب بیگ مرزا

پاکستان کو سائبر سکیورٹی کے شعبہ میں اپنی صلاحیت کو بڑھانے کی ضرورت ہے بصورت دیگر اگر وزیر اعظم ہاؤس محفوظ نہیں ہے تو باقی کیا محفوظ رہے گا: رضاء الحق

آڈیولیکس اور سیاسی جنگ کے موضوعات پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: ڈاکٹر حبیب اسلم

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال: کیا آڈیولیکس کا معاملہ قومی سلامتی پر سوالیہ نشان نہیں ہے؟

رضاء الحق: یقیناً! آڈیولیکس کئی دوسرے قومی ایشوز کے حوالے سے بھی نقصان دہ ثابت ہوسکتی ہیں لیکن قومی سلامتی کا مسئلہ سب سے اہم ہے کیونکہ یہ معاملہ وزیر اعظم ہاؤس میں ہوا ہے اور وزیر اعظم ملک کے چیف ایگزیکٹو ہیں۔ ہمارا نیوکلیئر کمانڈ اینڈ کنٹرول کا پورا پروگرام انہی کے کنٹرول میں ہے۔ پھر قومی سلامتی کے سارے معاملات، ملاقاتیں، ڈسکشن وزیر اعظم ہاؤس میں ہی ہوا کرتی ہے۔ اگر وہاں سے کوئی بات لیک ہوجائے تو اس کا مطلب ہے کہ یہ معاملہ حقیقتاً ایک بہت بڑا سکیورٹی کا ایشو ہے۔ اسلام آباد کا ریڈ زون کا علاقہ سب سے زیادہ ہائی سکیورٹی ایریا ہے کیونکہ یہاں وزیر اعظم ہاؤس، سپریم کورٹ، سفارت خانے وغیرہ موجود ہیں اور فیصلہ سازی کے حوالے سے بھی یہ سب سے اہم جگہ ہے، وہاں اس طرح کے واقعات کا ہونا ہماری قومی سلامتی پر سوال ہے۔ ان آڈیولیکس کے حوالے سے اس وقت بہت ساری تھیوریز گردش میں ہیں۔ قومی سلامتی کا ایشو اٹھا تو اس کا مطلب ہے کہ وزیر اعظم ہاؤس کو bug کردیا گیا۔ حالانکہ bug کرنے کے چانسز بہت کم ہوتے ہیں کیونکہ انٹیلی جنس بیورو ہر میٹنگ سے پہلے اور تقریباً دن میں دو یا تین مرتبہ سویپ کرتی ہے۔ ان کے پاس debug کرنے کے آلات ہوتے ہیں، اس لیے بظاہر Bugs کے چانسز کم ہیں۔ ایک اور امکان یہ ظاہر کیا جا رہا ہے کہ کچھ ایسی ڈرون ٹیکنالوجی بھی دستیاب ہے جس میں مائیکرو لیول کے آلات ہوتے ہیں اور وہ ایسی جگہ پر داخل کر کے جاسوسی کی جاتی ہے۔ البتہ مذکورہ لیکس میں بہت سی گفتگو فون پر ہوئی ہے لہٰذا زیادہ چانسز اس بات کے ہیں کہ کسی طرح موبائل ڈیٹا لیک ہوا ہو یا جدید ٹیکنالوجی کے ذریعے کالز ریکارڈ کی گئی ہوں۔ تیسرا چانس یہ بھی دکھائی دیتا ہے کہ جیسے ماضی میں بھی ان سائیڈ جاب کا معاملہ ہوتا رہا ہے، اس لیے ممکن ہے کہ اندر کا ہی کوئی آدمی کسی وجہ سے اس میں ملوث ہو۔ یہ بھی سننے میں آیا ہے کہ کچھ مقتدر قوتوں کی طرف سے وزیر اعظم ہاؤس اور حساس علاقے انڈر سرویلنس رہتے ہیں۔ اسرائیلی کمپنی نے ایک سافٹ ویئر پیگیسس کے نام سے ایجاد کیا ہے جس کے بارے میں معلوم ہے کہ وہ ماضی میں بڑے پیمانے پر مختلف اداروں اور ممالک کی جاسوسی کے لیے استعمال کیا گیا۔ وہ سافٹ ویئر انہوں نے کچھ اس طرح سے ڈیزائن کیا ہے کہ اس کے ذریعے فون کالز اور ٹیکسٹ میسجز تک کیچ کیے جاسکتے ہیں۔ یہ سافٹ ویئر انڈیا نے بھی اسرائیل سے خریدا تھا۔ اصل میں ڈارک ویب کے ذریعے یہ کام ہو رہا تھا جس کے لیے خاص سافٹ ویئر استعمال کرنا پڑتا ہے۔ جس نے بھی یہ کام کروایا یا کیا اس نے ’’indishell‘ کے نام سے breach.com پر اپنا اکاونٹ ظاہر کیا اور پھر اُس نے یہ ساری تفصیلات شیئر کیں کہ میرے پاس اتنے گھنٹے کی ریکارڈنگ موجود ہے جس میں پاکستان کے موجودہ اور سابقہ وزیر اعظم سمیت اہم شخصیت کی آڈیولیکس موجود ہیں۔ اب دونوں وزیر اعظموں کی لیکس سامنے آنی شروع ہوگئی ہیں۔ بہر حال اب یہ نیشنل سلامتی کا ایشو بن چکا ہے۔ اس میں کون کون ملوث ہے جب ابتدائی تحقیقات ہوں گی تو معلوم ہوگا۔

سوال: موجودہ لیکس کا ڈان لیکس اور وکی لیکس کے ساتھ کوئی تعلق ہے؟

رضاء الحق: وکی لیکس میں امریکی ادارے NSA کے ملازم Edward snowden نے کچھ ڈیٹا چوری کیا اور پھر Julian Assange نے لیک کروادیا۔ وکی لیکس میں نواز شریف صاحب کا نام بھی آگیا۔ وہ آڈیولیکس نہیں تھیں لیکن طریقہ کار ان لیکس سے ملتا جلتا ہی تھا۔ وہاں بھی کسی انٹیلی جنس ایجنسی نے معلومات اکٹھی کی ہوئی تھیں اور یہاں بھی ایسا لگ رہا ہے کہ کسی ایجنسی نے چیزیں اکٹھی کی ہوئی ہیں، وہاں پر دنیا بھر کی کئی شخصیات سے متعلق لیکس تھیں اور بہت سارے لوگ شکنجے میں آگئے۔ ڈیٹا موجود ہوتا ہے یا اس کو حاصل کر لیا جاتا ہے اور ایجنسیز سیاسی جماعتوں کا بازو مروڑنے کے لیے یہ کام کرتی ہیں۔

سوال: موجودہ آڈیولیکس کو سامنے رکھیں تو حکمرانوں کے قول وفعل کا تضاد کھل کر عوام کے سامنے آگیا۔ ہمارے حکمران قومی مفاد کی بجائے ذاتی مفاد کو ترجیح کیوں دیتے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: آڈیولیکس کی وجہ سے ہم اپنا مقام بہت نیچے گرا چکے ہیں۔ اب ہم پر کوئی اعتماد نہیں کرے گا۔ نہ صرف ہماری قومی سلامتی مخدوش ہوگئی ہے بلکہ ہم بین الاقوامی طور پر بھی ناقابل اعتبار ہوگئے ہیں۔ جہاں

تک سیاستدانوں کا معاملہ ہے کہ باہر کچھ کہتے ہیں اور کمروں کچھ تو بات صد فیصد درست ہے۔ جب پاکستان قائم ہوا تھا تو لا الہ الا اللہ کے نعرے پر قائم ہوا تھا جس کا مطلب تھا کہ ہم فوری طور پر اسلام کا عادلانہ نظام قائم کریں گے لیکن عملی طور پر ہم نے جمہوریت کو ایک طرز حکومت کے طور پر اپنایا۔ قیام پاکستان کے بعد سے آج تک جتنے بھی آئین بنے ہیں ان میں اسلام کو بطور نظام غالب کرنے کا کہا گیا لیکن عملی طور پر ہم نے جمہوریت کے بھی پرخچے اُڑا دیے، یہ ہمارا اصل قصور تھا کہ ہمارے حکمرانوں کے مفاد میں جو ہوتا تھا اس کے مطابق نظام چلاتا تھا۔ ہمارے تینوں آئین برے نہیں تھے لیکن ہم نے ان کو توڑ مروڑ دیا۔ ہم نے اس کے مطابق عمل نہیں کیا۔ نظام کتنا اچھا یا برا ہے یہ نظام چلانے والوں پر منحصر ہے کہ وہ کیسے ہیں لیکن ہمارے ہاں نظام چلانے والوں نے ہمیشہ ذاتی مفاد کو ترجیح دی اور اس کے مطابق نظام میں تبدیلیاں کر لیں۔ یعنی ہمارے حکمرانوں کے قول وفعل کے تضاد کی وجہ سے ہمارے ہاں جمہوریت ، نظام اور آئین کا بھی حشر نشر ہو گیا۔ ایک سیاست دان میٹنگ میں کہتا ہے کہ ہمیں پٹرول کا ریٹ بڑھا دینا چاہیے لیکن باہر آ کر میڈیا پر کہتا ہے کہ میں سخت ناراض ہوں کہ پٹرول کا ریٹ بڑھا دیا گیا ہے۔ دوسرا سیاست دان اقربا پروری کو تقویت دیتا ہے حالانکہ وہ اسی ملک کے سب سے بڑے منصب پر فائز ہے۔ تیسرا ایک قومی سلامتی کے معاملے پر کہتا ہے Lets play with it: یہ کوئی طرز عمل ہے؟ یہ جمہوری تو کجا انسانی طرز عمل بھی نہیں ہے۔ بہر حال ہماری پستی اور گراوٹ میں جانے کا اصل سبب ہمارا کردار ہے۔ یہ کردار سیاسی سطح پر بھی غلط تھا اور سیاسی لوگ عوام سے اٹھ کر گئے ہیں تو صاف بات ہے کہ عوام کا کردار بھی کوئی ایسا قابل تحسین نہیں ہے اور مقتدر اداروں میں بھی یہی خرابیاں نظر آتی ہیں۔

سوال: گزشتہ چند ماہ کی آڈیوز کو لیک کرنے کا کیا مقصد ہے؟

ایوب بیگ مرزا: درحقیقت حکومت تبدیل کرنے کے بعد ہم تین گروہوں میں تقسیم ہو گئے۔ (1) پی ڈی ایم (حکومت) (2) پاکستان تحریک انصاف (اپوزیشن) (3) اسٹیبلشمنٹ۔ میدان میں یہ تین کھلاڑی ہیں۔ چنانچہ گزشتہ چھ ماہ ان تینوں کے درمیان رسہ کشی، ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچنے اور اپنی بات زبردستی منوانے میں گزرے ہیں۔ ہر ایک نے صرف اپنے اور اپنی جماعت کے مفاد کو مقدم رکھا۔ کوئی الیکشن کا مطالبہ کر رہا ہے، کوئی الیکشن کے خلاف ہے، کوئی کہہ رہا ہے کہ تم دونوں لڑتے رہو تا کہ فائدہ تیسرا لے۔ یہ صورت حال ہے جس کی وجہ سے پاکستان کی پوزیشن بہت خراب ہے۔

سوال: اگر یہ انفارمیشن ہائبرڈ وار کا حصہ ہے تو ہمارے سکیورٹی اداروں کو اپنی سلامتی کو محفوظ رکھنے کے لیے کیا اقدامات کرنے پڑیں گے؟

رضاء الحق: میں نے اسرائیلی سافٹ ویئر پیگیسس کا ذکر کیا جس کو فلسطینیوں کے کاز کے خلاف استعمال کیا جا تا رہا ہے اور انڈیا نے اس کو خریدا تھا اور اس نے بھی یقیناً ہمارے خلاف استعمال کیا ہوگا۔ یقیناً ہماری کاؤنٹر سٹریٹیجکس رہی ہیں اور چین کے ساتھ مل کر اپنے آپ کو بہتر بنانے کی کوشش کی ہے۔ ہائبرڈ وار سیاسی، معاشی بنیادوں پر بھی لڑی جاتی ہے لیکن آج کل یہ انفارمیشن ٹیکنالوجی کی جنگ بن چکی ہے۔ اس کو ففتھ جنریشن وار بھی کہا جاتا ہے اس میں آئی ایم ایف، ورلڈ بنک اور فیٹیف جیسے اداروں کو استعمال کیا جاتا ہے۔ سیاسی عدم استحکام کے لحاظ سے دیکھا جائے تو عرب اسپرنگ اس کی بہت بڑی مثال ہے جس میں سوشل میڈیا کو استعمال کیا گیا۔ انفارمیشن ہیکنگ وار موجودہ دور کا سب سے موثر ٹول ہے۔ اسی کے ذریعے انہوں نے ایران کے نیوکلیئر پروگرام کو بھی سبوتاژ کیا تھا جس میں اسرائیل کا 2010ء میں ایک وائرس استعمال ہوا تھا۔ 2014-15ء میں ڈنمارک کو استعمال کر کے امریکہ نے یورپی یونین کے مختلف جرنلسٹس اور دوسرے راہنماؤں کی جاسوسی کی۔ 2016ء اور 2018ء کے درمیان روس نے ڈنمارک کو ہی یورپی یونین کے خلاف استعمال کیا۔ پھر ٹویٹر پر بہت ساری لیکس شیئر ہوئیں۔ سال ڈیڑھ سال پہلے فیس بک کی لیکس بہت بڑی تعداد میں سامنے آئیں، فیس بک نے لوگوں کا ڈیٹا ایک کمپنی کو بیچا اور اس نے پھر آگے استعمال کیا۔ اس مسئلے کا حل بھی ہے۔ یقیناً پاکستان کی سکیورٹی ایجنسیز اس پر توجہ دے رہی ہوں گی لیکن زیادہ توجہ کی ضرورت ہے۔ پاکستان کو سائبر سکیورٹی کو بڑھانے کی ضرورت ہے، اس کے لیے سافٹ ویئر انجینئرز کی زیادہ ضرورت ہوگی اور سافٹ ویئر انڈسٹری میں بھی زیادہ لوگ چاہئیں۔ اس وقت انڈیا کی پوری دنیا میں ایک سو چالیس بلین کی سافٹ ویئر کی ایکسپورٹ ہے۔ پھر ہمارے اداروں میں اس طرح کی صلاحیت کو بڑھانے کی ضرورت ہے۔ اگر وزیراعظم ہاؤس محفوظ نہیں ہے تو وہ اکیلا ٹارگٹ نہیں ہوگا بلکہ اور بھی بہت سارے ٹارگٹس ہوں گے۔ 2013ء میں اسلام آباد میں امریکن ایمبیسی کو توسیع دی گئی جس میں انہوں نے اپنی عمارت کو پانچ سے سات منزلوں تک اُٹھانا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ آئی ایس آئی نے اس وقت کہا تھا کہ اس کی اجازت نہ دی جائے کیونکہ اس صورت میں اس کی ڈائریکٹ لائن آف سائٹ میں constitutional Avenue آجاتا ہے۔ لیکن اس وقت وہ بات مانی نہیں گئی۔ پھر اس طرح کی حساس جگہوں پر فون لے کر جانے کی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔ پھر وہاں سکیور آپریٹنگ سسٹم استعمال کیا جائے جیسا کہ ساری دنیا میں استعمال کیے جاتے ہیں۔ حالیہ ایک خبر ہے کہ یورپی یونین نے زیر زمین بنکر بنانے کا ارادہ کیا ہے جہاں پر ان کی اہم میٹنگز ہوا کریں گی۔ یعنی وہ سمجھ رہے ہیں کہ یہ کتنا بڑا ایشو ہے لیکن ہم سب کے لیے اوپن چھوڑ رہے ہیں۔ بہرحال ہمیں سائبر سکیورٹی کے معاملات کو اہمیت دینے کی ضرورت ہے۔

> انفارمیشن ہیکنگ موجودہ دور کا سب سے موثر جنگی ٹول ہے۔ اسی کے ذریعے 2010ء میں ایران کے نیوکلیئر پروگرام کو بھی سبوتاژ کیا گیا تھا۔ جس میں اسرائیل کا بنایا ہوا وائرس استعمال ہوا۔

سوال: ہمارے اخلاقی زوال کے بہت سارے مظاہر سامنے آتے رہتے ہیں۔ ہماری ایک خاتون وزیر کو لندن میں لوگوں نے گھیر لیا اور ان کے ساتھ بدتمیزی کی گئی۔ کیا ہمارے اخلاق و اقدار اس بات کی اجازت دیتے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: میں سمجھتا ہوں کہ لندن کا یہ واقعہ انتہائی غلط ہوا ہے۔ میرے پاس الفاظ نہیں ہیں کہ میں اس کی مذمت کروں کیونکہ غلط بات غلط ہے چاہے کوئی کرے۔ ویسے وہاں کے معاشرے میں عورت اور مرد کا کوئی فرق نہیں ہے لیکن ہم تو عورت اور مرد میں فرق کرتے ہیں۔ اصل میں ہمارے ہاں سیاست میں تمام تر ذاتی مفادات کا معاملہ ہے۔ ہر چیز ذاتی مفاد کے مطابق آگے

بڑھتی ہے اور ذاتی مفاد کے مطابق ہی اس کو پیچھے کیا جاتا ہے۔ بہت سے واقعات دوسری خواتین کے ساتھ بھی ہوئے۔ تقریباً تین دہائیاں پہلے محترمہ بےنظیر بھٹو مرحومہ کی کردار کشی کی ایک بیہودہ مہم چلائی گئی۔ اگر کوئی سیاست کر رہا ہے تو اس کو چاہیے کہ اپنے حریف کو سیاسی میدان میں شکست دے نہ کہ اس کے ساتھ غیر اخلاقی رویہ اختیار کریں۔ پھر اس طرح کی حرکتوں سے ہم دنیا کو کیا پیغام دیتے ہیں کہ ہم کیسی قوم ہیں۔ ایک طرف ہم اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور عورت کے احترام کی بات کرتے ہیں اور دوسری طرف ہم اس طرح کی حرکتیں کرتے ہیں۔ خواتین سے بدتمیزی، ان پر تشدد جیسے واقعات قابلِ مذمت ہیں۔ ایسے واقعات انسانی قدروں کے خلاف ہیں۔ دوسری طرف خواتین کو بھی بولڈ زبان استعمال نہیں کرنی چاہیے۔ اب اسی خاتون نے ایک بیان میں کہا کہ اسحاق ڈار کا پاکستان آنا فارن ایجنٹ کے منہ پر طمانچہ ہے۔ اس طرح کی باتیں دونوں سائیڈوں سے نہیں ہونی چاہیے۔

رضاء الحق: سیاست کے اندر ایسی بازاری زبان مناسب نہیں لگتی۔ ہمارے ہاں کہا جاتا ہے کہ سیاست کا دل نہیں ہوتا۔ اسلام میں حقیقی سیاست تو عبادت کے درجے میں آتی ہے اور اس کے اصول وضوابط ہیں۔ جہاں تک خواتین سیاستدانوں سے بدتمیزی کا معاملہ ہے تو عدل کا تقاضا ہے کہ ہم تصویر کے دونوں رُخ دیکھیں اور یہاں دوسرے رخ سے میری مراد نظام ہے۔ مغرب میں یہ تصور پایا جاتا ہے کہ عورت اور مرد ہر معاملے میں برابر ہیں۔ حال ہی میں امریکہ میں فوج میں بہت زیادہ خواتین کو بھرتی کیا گیا اور اسی بنیاد پر کیا جا رہا ہے کہ عورت اور مرد برابر ہیں۔ اب وہاں عسکری ٹریننگ میں خواتین اور مردوں کو ایک ہی اکھاڑے میں بھیج دیا جاتا ہے جہاں ٹریننگ دینے والے بھی مرد اور عورت دونوں ہوتے ہیں، اردگرد کھڑے لوگ تماشا دیکھ رہے ہوتے ہیں اور تالیاں بجا رہے ہوتے ہیں، نہ تماشا دیکھنے والوں اور تالیاں بجانے والوں کو شرم محسوس ہوتی ہے اور نہ ہی تماشا بننے والی عورتوں کو شرم محسوس ہوتی ہے۔ مقصد یہ ہے کہ جب عورت خود کو مردوں کے برابر قرار دیتی ہے تو اسے پھر ان سب چیزوں کا سامنا ہوگا۔ مشرف دور میں حقوقِ نسواں کے نام سے ایک بل منظور ہوا تھا جس کے ذریعے تیس فیصد سیٹیں خواتین کے لیے مختص کی گئی تھیں۔ جب خواتین اس طرح مردوں کے شانہ بشانہ میدانِ سیاست میں آئیں گی تو پھر باہر دیکھنے والے لوگ خواتین کو مارجن نہیں دیں گے کہ وہ خواتین ہیں بلکہ سیاست میں ان دونوں کو برابر متصور کریں گے۔ یہی معاملہ اس واقعے میں ہے کہ لندن کی سڑک پر ایک خاتون کو سیاستدان کی حیثیت سے اس طرح کی بداخلاقی کا سامنا ہوا۔ اخلاقی لحاظ سے یہ اچھا نہیں تھا لیکن دونوں سائیڈوں پر دیکھنے کی ضرورت ہے۔ اس بات کو بھی دیکھنے کی ضرورت ہے کہ ہم سیاست میں ”رول آف وومن“ کو کس طرح زیادہ سے زیادہ اسلامی اصولوں کے مطابق بنا سکتے ہیں۔

سوال: مغرب میں دین اور سیاست کی علیحدگی کھل کر سامنے آئی ہے۔ ہمارے ہاں بھی لوگ عملی طور پر ان دو چیزوں کو الگ ہی سمجھتے ہیں۔ کیا ہمارے حکمران دین کو سیاست سے الگ کرنے کا خمیازہ تو نہیں بھگت رہے؟

ایوب بیگ مرزا: بالکل! ہم اسی سوچ کا خمیازہ بھگت رہے ہیں۔ کیونکہ لوگ یہی کہتے ہیں کہ مولویوں کو سیاست کا کیا پتا۔ رسول اللہ ﷺ کے ایک فرمان کا مفہوم ہے کہ بنی اسرائیل کی سیاست ان کے انبیاء کرتے تھے۔ اگر انبیاء کرتے تھے تو ہمیں تو انبیاء کو فالو کرنا ہے۔ البتہ فرق یہ ہے کہ دین کی بنیادوں پر سیاست ہو تو پھر اس طرح کے واقعات نہیں ہوں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری معاشی تباہی کے ساتھ معاشرتی تباہی میں بھی کرپشن کا بڑا ہاتھ ہے۔ لوگ کرپشن کا تعلق صرف معیشت سے جوڑتے ہیں حالانکہ اس کا تعلق سیاست سے بھی ہے اور معاشرت سے بھی ہے۔ بہرحال اگر ہم نے دین کی بنیادوں پر قرآن وسنت کی روشنی میں سیاست کی عمارت تعمیر کی ہوتی تو یقینی طور پر آج پاکستان پستی کی بجائے بلندی پر ہوتا۔ لیکن ہم نے دین کو بالکل پیٹھ پیچھے پھینک دیا۔ ہمارے ہاں یہ تصور عام ہو گیا ہے کہ سیاست جھوٹ، مکر اور فریب کا نام ہے۔ اس لیے لوگ مذہبی لوگوں کے بارے میں ایسا کہہ دیتے ہیں کہ تمہارا سیاست سے کیا کام! اسی طرح یہ بھی سمجھا جاتا ہے کہ جو سیاستدان ہے اس کا کیا تعلق ہے کہ وہ اللہ اور رسول ﷺ کا حوالہ دے؟ وہ ’سیاست‘ کرے، وہ کسی حدیث کا حوالہ کیوں دے، اس کو کیا پتا؟ بہرحال اس طرح کی تقسیم نہیں ہونی چاہیے۔ اس سے پاکستان اور مسلمانوں دونوں کا نقصان ہوا ہے۔ اسلام کا کیا نقصان ہونا ہے وہ ایک مکمل دین ہے وہ خود ایک قوت رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کے برے کردار کے باوجود دنیا میں لوگ مسلمان ہو رہے ہیں اور ان میں کمی نہیں آ رہی۔ یہ درحقیقت اسلام کی قوت ہے۔ یہ اسلام کی اور اس کے نظریے کی مضبوطی ہے کہ لوگ اس کی طرف کھنچے چلے آتے ہیں۔

❀❀❀

قارئین پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(22، 23 ستمبر 2022ء)

جمعرات (22 ستمبر) کو مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس میں آن لائن شرکت کی۔

جمعہ (23 ستمبر) قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی کی جامع مسجد میں خطاب جمعہ دیا۔

بعدازاں معمول کی مصروفیات رہیں۔

ایک ٹی وی چینل پر منتخب نصاب کا پروگرام نشر کیا جا رہا ہے جس کی ریکارڈنگ قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی کے اسٹوڈیو میں جاری ہے۔

نائب امیر سے تنظیمی امور کے حوالے سے مسلسل آن لائن رابطہ رہا۔

دعائے مغفرت

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کے منفرد اسرہ ناصر پور کے ملتزم رفیق محترم محمد شکیل کے والد اور پشاور شہر کے ناظم دعوت محترم وارث خان کے سسر وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0300-9359000

☆ تنظیم اسلامی ممتاز آباد کے ملتزم رفیق محمد شفیق کے بڑے بھائی وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0333-6444450

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔

قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمَا وَارْحَمْھُمَا وَاَدْخِلْھُمَا فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمَا حِسَابًا یَّسِیْرًا

دلِ مردہ دل نہیں ہے.....!

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

آج دنیا کا سب سے بڑا بحران انسان کی بے جہتی، عدم شناخت، بے مقصد، بے ہدف زندگی کا بحران ہے۔ ایک جیتے جاگتے دھڑکتے دل، احساسات وجذبات کی مکمل دنیا اس کے اندر آباد ہے۔ نہ صرف دماغ سوچنے سمجھنے پلان کرنے کی صلاحیت سے آراستہ ہے بلکہ دل بھی انہی 40 ہزار خلیوں (Neurons) سے مسلح ہے جن سے دماغ سجا ہے! یہ جو اللہ نے فرمایا تھا کہ ’’ان کے دل ہیں مگر وہ ان سے سوچتے سمجھتے نہیں‘‘۔ یہ صرف ادبی استعارہ نہیں۔ دل ودماغ کے مابین صلاح مشورہ ہوتا ہے۔ فکر وتدبر کے ہرکاروں کی آمد ورفت ہوتی ہے فیصلہ کرتے ہوئے۔ یہ جو اللہ نے تنبیہہ فرمائی ہے: ’’یقیناً آنکھ، کان اور دل سب ہی کی باز پرس ہونی ہے۔‘‘ (بنی اسرائیل: 36) تو یہ دل کی باز پرس ایک خون پمپ کرنے کی مشین بارے تذکرہ نہیں کہ کتنا خون پمپ کیا! یہ ردّ وقبول کی صلاحیت، تفقہ تدبر والے دل کا تذکرہ ہے۔ جنت کا وعدہ قلبِ سلیم سے ہے، یہ مضبوط مادی پمپ سے نہیں۔ پاکیزہ، ہدایت یافتہ شفاف، نفسانی بیماریوں سے پاک سلامت دل ہے۔ قرآن (شِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ: دل کے امراض کی شفا) سے سیراب ہونے والا دل ہے۔ یوں بھی انسان کے مادی وجود کی پیچیدگیاں، نظام، مسلمانوں نے اسپین پر حکمرانی کے دوران دریافت کیے تھے۔ دورانِ خون کا نظام بھی مسلم سائنس دان ابنِ نفیس نے ولیم ہاروے سے 300 سال پہلے دریافت کرلیا تھا، تاہم مشہوری کے بھونپو جب گورے کے ہاتھ رہے تو مشہور ولیم ہاروے ہی ہوا، ہم زوال میں لڑھک گئے۔

اسی حقیقی دل کی کارکردگی پر اقبال نے متوجہ کیا تھا:

نگاہ پاک ہے تو دل بھی پاک ہے تیرا
کہ حق نے دل کو کیا ہے نگاہ کے تابع

دل کو جانے والے انہی راستوں پر پہرہ بٹھانے کی طرف اللہ نے چار مرتبہ متوجہ کیا: ’’اس (مٹی کے پتلے، ظاہری وجود) کے اندر (اپنی طرف سے) روح پھونکی اور تم کو کان دیے، آنکھیں دیں اور دل دیے۔ تم لوگ کم ہی شکر گزار ہوتے ہو۔‘‘ (السجدۃ: 9)

مرکزِ احساسات دل ہے۔ ایمان دل سے تصدیق پاتا ہے۔ عقلی دلائل دماغی کمپیوٹر میں غور وفکر مزید سے اسے قوی کرتے ہیں۔ پھر جبینِ نیاز لبالب سجدوں سے بھر کر بے قرار ہوکر پکارتی ہے:

کبھی اے حقیقتِ منتظر نظر آ لباسِ مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبینِ نیاز میں!

یہ پیکرِ خاکی کے اندر رکھا انمول جوہر (زندگی) جسے روح کہتے ہیں، یہی اصل شخصیت کا مرکز ہے۔ دل، جسمانی اور روحانی حیات کا منبع ہے۔

دلِ مردہ دل نہیں ہے اسے زندہ کر دوبارہ
کہ یہی ہے امتوں کے مرضِ کہن کا چارہ!

یہ تمہید طولانی پاکستان پر دل کی موت کے وائرس کے حملے کے ضمن میں ہے۔ ٹرانس جینڈر طاعون کی گلٹی کی طرح علامت ہے روح کے مرکز دل پر بدترین حملے کی۔ کافر دنیا، روح کے وجود کا، خالق کا انکار کرکے دیوانگی کے صحراؤں میں سرابوں کا تعاقب کر رہی ہے۔ العطش، العطش، پیاس، پیاس پکارتی روحانی اعتبار سے بھوکی پیاسی پھر رہی ہے۔ اسلام کے چشمۂ صافی کے دہانے پر آج کے مسلمان نے تیغا لگا رکھا ہے۔ نہ وہ خود فیض یاب ہورہا ہے نہ کافر کو پہنچنے دے رہا ہے۔ حتیٰ کہ یہ خود اُس کی انگلی تھامے بحرِ مردار میں زندگی تلاش کرنے غوطہ لگانے چلا تھا کہ قوم جاگ اٹھی۔ تعمیرِ شخصیت میں احساسات کا مرکزی کردار ہے۔ مغرب نے بے راہ ہوکر احساسات میں گندگی، سڑاند بھر دی ہے۔ گزشتہ 20 سالوں میں عالمی سطح کے یہ شرم سے سر جھکا دینے والے سارے مظاہر دیکھیے اور پھر فیصلہ کیجیے۔ مغرب میں برہنگی کو رواج دینے کے لیے صرف فیشن شوز اور شوبز تک بات محدود نہیں۔ ساحلِ سمندر کے علاوہ ریسٹورنٹ، فضائی سفر بھی ہوئے جس میں برہنگی کو بطور شرط رکھا گیا۔ ذوق کی تباہی اتنی کہ بیت الخلاء کے ماڈل پر ریسٹورنٹ بنائے جہاں فلش کی سیٹ نما گاہکوں کے بیٹھ کر کھانے کی کرسی کے طور پر استعمال ہوئی۔ خوراکیں ظاہری شباہت میں بول وبراز صورت تھیں۔ غرض پورا منظر بیت الخلائی تھا۔ لٹریچر میں اعلیٰ ترین مقام اور ادبی ایوارڈ سلمان رشدی کی یاوہ گوئی، ’شیطانی آیات‘ کو دیا گیا۔ ’ہیری پوٹر‘ نامی مقبول ترین سیریز شیاطین کی زیر زمین، پس پردہ دنیا پر مبنی تھی جسے خریدنے کو نوجوانوں کے ٹھٹھ لگتے رہے۔ یہ پڑھ کر یورپ میں شیاطین کی پوجا کی ’عبادت گاہیں‘ زور پکڑ گئیں۔ جو کسر تھی، تابوت کا آخری کیل ’ٹرانس جینڈرز‘ کے پردے میں سدومیات کے سارے ابواب کھول کر معاشروں کو حیا باختگی اور نسلی، قومی خودکشی کی راہ پر ڈالنا تھا جو اس وقت پورے مغرب میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل چکا۔

تیرے محیط میں کہیں جوہرِ زندگی نہیں
ڈھونڈ چکا میں موج موج، دیکھ چکا صدف صدف

کیوبا جیسے (کیتھولک عیسائی) ملک میں ریفرنڈم میں ہم جنس شادی کا بل پاس ہونا تھا کہ عذاب کا کوڑا فوراً برس پڑا۔ ایان سمندری طوفان اٹھا اور پورا کیوبا تاریکی میں ڈوب گیا۔ ہیبت ناک غراتے چنگھاڑتے طوفانی تھپیڑوں میں مرکزی بجلی کا پلانٹ اندھا ہوگیا۔ یہی اندھا پن جو قومِ لوط علیہ السلام نے اخلاقیات سے منہ موڑ کر اختیار کیا تو اللہ نے ان کی آنکھوں کا نور سلب کرلیا تھا۔ (القمر: 37)

یہ طوفان آگے بڑھ کر امریکا میں فلوریڈا پر ٹوٹ پڑا۔ 500 سال کا ریکارڈ توڑتا یہ طوفان تہس نہس کرگیا، روندی ہوئی باڑ کی طرح بستیوں کے بھس ہوجانے کے مناظر۔ طوفانی ہوا کے تھپیڑے، سیلابوں میں غرقابی۔ بجلی سے محرومی پر تاریکی کا راج۔ تفریحی لگژری کشتیاں، جہاز، گاڑیاں ٹوٹے ہوئے کھلونوں کی طرح پنچ پنچ کر بکھری پڑی تھیں۔ گلیوں سڑکوں پر اکھڑے درخت، ٹوٹی بجلی کی تاروں نے خوفناک رکاوٹیں کھڑی کر رکھی تھیں۔ پل ٹوٹے، سڑکیں بہہ گئیں۔ انتظامیہ، میئرز تباہی کو نام دینے سے قاصر ہیں۔ سالہا سال میں بحالی ہوگی۔ یہ بھی کہا کہ بائبل میں مذکور طوفانوں والا حشر بپا تھا۔ وہ جزیرہ جو سیاحوں کی جنت تھا جگمگاتے ساحلوں سرسبز وشاداب مناظر کی جگہ خوفناک تباہی چہار سو تھی۔ فورٹ مائرز کا ساحل جہاں شاندار ہوٹلوں، شراب خانوں، ریسٹورانٹوں کے قطار اندر قطار سلسلے تھے، اب کچرا کوڑا ہوا پڑا تھا۔ گھروں میں سیاہ اور بھورے مائع نے فرش قالین لیپ کردیے جہاں لہروں کی صورت پانی گھسا چلا آیا تھا۔ بعض علاقے 80 فیصد تباہ ہوئے۔ سرخ چیونٹیوں، سانپوں اور بعض جگہ اب مگرمچھوں کا بھی سامنا ہے۔ شارک مچھلیاں بھی چلی آئیں۔

دنیاوی عیش وطرب، اخلاقی گراوٹ میں ساری

حدیں توڑ ڈالنے والی یہ آبادیاں ہمارے ہاں لوگوں کی آنکھوں میں حسین خواب بن کر بستی ہیں۔ آپ ان کے شہروں بارے رہنمائی مانگیں تو LGBT والے علاقوں کی طویل فہرست بھی ملے گی جہاں ایسے بدقماشوں کا راج ہے۔ اخلاقی گراوٹ کی یہ انتہائیں اور اس پر اللہ کے غضب کے تھپیڑے، پناہ بخدا۔ اس کے ذمہ دار ہم مسلمان ہیں۔ دنیا میں وفا اور حیا کے بحران کا تریاق ہمارے پاس تھا۔ روحِ انسانی خالق تک رسائی کی تڑپ میں پیاسی ماری ماری پھرتی ہے۔ نہ ملنے پر شدید ردّعمل کے یہ سارے مظاہر ہیں۔ شراب، منشیات، برہنگی۔ LGBT اسی اندر کی چیخ وپکار کو دبانے کے لیے ہے۔ اس دلدل سے نکلنے کی رہنمائی روح کی سیرابی کا سامان ہم چھپائے بیٹھے، خود بڑی محنت سے بھٹکنے بھٹکانے کے پروگراموں میں مگن ہیں۔ ترقی اور دنیا کے ساتھ قدم ملا کر (بحر مردار پہنچنے تک کو راضی!) چلنے کے جھانسوں میں۔

اللہ، خالق سے وفا نہ ہو تو ہر رشتے سے وفا اٹھ جاتی ہے۔ والدین، اساتذہ، زوجین، اولاد۔ پوری دنیا اسے بھگت رہی ہے۔ روحانی رہبری کا کامل، اکمل، یقینی مستند ترین نمونۂ عمل، اسوہ ہمارے پاس ہے، زندگی کے ہر پہلو کا احاطہ کرتے ہوئے۔ دنیا کی اکھڑتی روحانی سانسوں کا وینٹی لیٹر، روحانی نفسیاتی معاشرتی بے قراریوں، بیماریوں کا شافی علاج۔ جلوت وخلوت کا لائق تقلید نمونۂ عمل متوازن، فرد سے حکومت، بین الاقوامیت تک دنیا کی ہر قوم کے لیے یکساں رہنمائی لیے۔ ”اور (اے نبی ﷺ) ہم نے تم کو تمام ہی انسانوں کے لیے بشیر ونذیر بنا کر بھیجا ہے، مگر اکثر لوگ جانتے نہیں۔“ (سبا:28) دنیا کے جاننے کی راہ کی رکاوٹ ہماری بے عملی وبد عملی ہے۔

صد کتاب و صد ورق در نار کن
روئے دل را جانب دلدار کن!

دنیا کی ساری کالی کتابیں ہمیں اشرف المخلوقات بن کر جینا نہیں سکھا رہیں، آگ میں جھونکی جائیں۔ ان سے اب انجامِ کار نور مقدم، ظاہر جعفر اور سارہ انعام، شاہنواز کہانیاں جنم لے رہی ہیں۔ تاآں ملالہ یوسف زئی جیسے کردار ہیں۔ دل کا رخ ربّ تعالیٰ کی طرف پھیرنے پھرانے کی مہم درکار ہے اور یہی ہمارا مقصد وجود ہے۔ بذریعہ قرآن اور نبیٔ مکرم ﷺ!

مرے دل میں مکیں ہو لامکانی
خبر دے، مجھ کو خود اپنی خبر دے!

❁❁❁

گوشۂ سود

3۔ دوسرے کی کمائی پر اجارہ داری:

سود خور محض مال دے کر بغیر کسی محنت ومشقت کے دوسروں کی کمائی کے ایک غالب حصے میں شریک ہو جاتا ہے۔ اس کا سرمایہ نہ صرف محفوظ بلکہ بڑھتا رہتا ہے جبکہ مقروض کو ملنے والا نفع بھی بعض اوقات طویل مدت (Long Term Period) میں سود ادا کرنے کی نظر ہو جاتا ہے۔

4۔ خودغرضی ومفاد پرستی:

سود خور کو چوں کہ ایک مقررہ شرح پر سود ملتا ہے‘ چناں چہ اسے کسی کاروبار کی ترقی یا مندی سے کوئی دل چسپی نہیں ہوتی۔ وہ انتہائی خودغرضی سے صرف اپنے منافع پر نظر رکھتا ہے۔ اگر کبھی کساد بازاری (Market Decline) کا اندیشہ ہوتا ہے تو فوراً اپنا روپیا کھینچ لیتا ہے اور قلتِ سرمایہ (Scarcity of Capital) کی وجہ سے پیداواری عمل (Production Process) پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ سود خور کی خودغرضی کی یہ انتہا ہے کہ اسے ملکی وقومی مفادات پر بھی ذاتی مفادات عزیز ہوتے ہیں۔ پاکستان پر اس وقت کل بیرونی قرضہ 130 بلین ڈالر تک پہنچ چکا ہے اور چند پاکستانیوں کی بیرونِ ملک بنکوں میں جمع شدہ رقم مبینہ طور پر سینکڑوں بلین ڈالر ہے۔ مسلم ممالک پر کل بیرونی قرضہ اس وقت تقریباً 3000 بلین ڈالر ہے جبکہ مبینہ طور پر مسلم ممالک کے امیر افراد کے 1200 بلین ڈالر سے زائد کا سرمایہ مغربی بنکوں میں رکھا ہوا ہے۔

5۔ سودی قرضہ۔ نقصان کا پیش خیمہ:

دنیا کا کوئی کاروبار ایسا نہیں ہے جس میں خطرات (Risks) نہ ہوں‘ لیکن کسی کاروبار کے لیے سودی قرضہ لینا بذاتِ خود ایک بہت بڑا کاروباری خطرہ (Business Risk) ہے کہ جس میں لازماً ایک مقررہ شرح پر سود ادا کرنا ہوتا ہے‘ خواہ کاروبار میں منافع ہو یا نہ ہو۔

6۔ ناجائز منافع خوری:

سودی قرضہ لے کر کیے جانے والے کاروبار میں نہ صرف سود بلکہ اس کی وجہ سے پیدا ہونے والے دیگر خطرات (Risks) اور ادائیگیوں (Payments) کے لیے وسائل کی فراہمی کو پیش نظر رکھتے ہوئے منافع کی شرح کو زیادہ رکھا جاتا ہے۔ اس سے ایسے لوگوں کو جو اس قسم کا کاروبار اپنے سرمائے سے کرتے ہیں‘ حد سے زائد منافع کمانے کا موقع میسر آ جاتا ہے۔ (جاری ہے)

بحوالہ ”سود: حرمت، خباثتیں، اشکالات“، از حافظ انجینئر نوید احمدؒ

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 167 دن گزر چکے!

Quote on Riba

"The trade of the petty usurer is hated with most reason: it makes a profit from currency itself, instead of making it from the process which currency was meant to serve. Their common characteristic is obviously their sordid avarice."

Aristotle (Greek philosopher)

عذابِ الٰہی کی مختلف شکلیں اور ہمارا طرزِ عمل

عبدالرؤف
معاون شعبہ تربیت

کافی عرصہ پہلے گجرات کے ایک معروف پرائیویٹ ہسپتال میں ایک مریض کو لے جانے کا اتفاق ہوا۔ ہسپتال کے میڈیکل سٹور کا انچارج میرا ایک دوست تھا جس کے پاس فارغ وقت میں جا کر گپ شپ لگانے کا موقع مل جاتا اسی دوران میں ایک دن چند میڈیکل ریپز (Medical Representative) اُس کے پاس بیٹھے ہوئے آپس میں باتیں کر رہے تھے تو میں بھی کچھ دیر کے لیے وہاں کھڑا ہو گیا۔ وہ چار پانچ نوجوان لڑکے تھے جنہوں نے مختلف فارماسوٹیکل کمپنیز میں نوکری کے علاوہ شام کے اوقات میں اپنے اپنے محلوں اور دیہات میں پرائیویٹ کلینک بھی بنا رکھے تھے جہاں مقامی مریضوں کا علاج کرتے تھے۔ اُن کی جس بات نے مجھے حیران ہونے پر مجبور کیا وہ یہ تھی کہ سب باری باری اپنے کلینک میں علاج کے لیے آنے والے مریضوں کی تعداد کا ذکر اس انداز سے کر رہے تھے کہ الحمدللہ میرے پاس 25 مریض آجاتے ہیں، الحمدللہ میرے مریضوں کی تعداد 40 تک چلی جاتی ہے۔ الحمدللہ تعداد 20 تک چلی ہی جاتی ہے۔ الحمدللہ 2 گھنٹے میں 1500 سے 2000 تک کما لیتا ہوں اور اگر دو چار ڈرپس لگوانے والے مریض آجائیں تو آمدنی مزید بڑھ جاتی ہے اُن کی باتیں سننے کے بعد میں باہر نکل آیا اور میں نے چشم تصور میں شہر کے پانچ معروف قبرستانوں کے گورکنوں کو بھی اس انداز سے دیکھنا شروع کر دیا کہ ایک کہہ رہا تھا الحمدللہ روزانہ 10 کے قریب میتیں آجاتی ہیں، دوسرا: الحمدللہ 6،7 تو میرے قبرستان میں بھی آجاتی ہیں، تیسرا: الحمدللہ 4،5 کی اوسط تو ہمارے ہاں بھی چلی جاتی ہے اور اچھا گزارہ ہو جاتا ہے، چوتھا: الحمدللہ روزانہ کا حساب تو یاد نہیں ہر ماہ 200 کے قریب جنازے تو آہی جاتے ہیں،

پانچواں: الحمدللہ 3 سے 4 میتیں میرے قبرستان میں بھی آجاتی ہیں اس کے علاوہ قبروں کو دیکھ بھال اور لیپا پوتی سے بھی اچھی آمدنی ہو جاتی ہے۔

درج بالا واقعہ کافی پرانا ہونے کی وجہ سے کافی حد تک میرے ذہن سے محو ہو چکا تھا لیکن دو روز قبل جب ایک ذمہ دار ساتھی کی ایک پوسٹ وٹس ایپ گروپ میں وصول ہوئی جس میں پاکستان کے ایک مشہور انجینئر اور آبی وسائل کے ماہر ظفر اقبال وٹو کے درج ذیل جگر پھاڑ دینے والے الفاظ سامنے آئے ”سی ایس ایس (C.S.S) کرنے کے بعد سروس اکیڈمی سے پاس آؤٹ ہونے کے لیے لازمی ریسرچ ورک اور پریزنٹیشن کی باری آئی تو تب میں نے ”واٹر کرائسس ان پاکستان“ کا انتخاب کیا۔ ریسرچ کے دوران معاملے کی سنگینی کا جان کر میری سٹی گم ہو گئی جب معلوم ہوا کہ پندرہ ارب ڈالرز سے زیادہ قیمت کا پانی ہر سال سمندر میں چلا جاتا ہے، جب میں نے تب کے چیئرمین ارسا کے ساتھ انٹرویو میں یہ نکتہ اٹھایا تو

> چیئرمین ارسا نے کہا: ”ہر سال سیلاب میں افسر لوگ، ٹھیکیدار، سیاست دان اور رشتہ گیر پانچ سو ارب بناتے ہیں۔ یہ پانچ سو ارب سالانہ کی اکانومی ہے تو اس لیے یہ سیلاب ہمیشہ آتے رہیں گے۔“

انہوں نے اس کچے افسر کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا: ”ہر سال سیلاب میں افسر لوگ، ٹھیکیدار، سیاست دان اور رشتہ گیر پانچ سو ارب بناتے ہیں۔ یہ پانچ سو ارب سالانہ کی اکانومی ہے تو اس لیے یہ سیلاب ہمیشہ آتے رہیں گے۔“ میں ہکا بکا بیٹھا نوٹس لے رہا تھا تو انہوں نے کھنکار کے کہا ”یہ بات آف دی ریکارڈ ہے“

اس پوسٹ سے قبل مجھے ان ڈسپنسروں، ڈاکٹروں، حکیموں اور گورکنوں پر غصہ آرہا تھا جن کی روزی روٹی انسانوں کی بیماری یا موت سے جڑی ہوئی ہے لیکن وہ اُس پر بار بار الحمدللہ کہتے نہیں تھکتے تھے لیکن اس کے بعد ان لوگوں پر تو ترس آنے لگا کیونکہ اُن کے پاس تو بندہ بیماری کے بعد خود جاتا ہے یا موت کے بعد اس کے لواحقین لے کر جاتے ہیں اور انہوں نے اپنے کام کی کوئی نا کوئی سند یا ڈگری بھی لی ہوتی ہے۔

لیکن یہ انسانیت کے عظیم ترین دشمن تو 2005ء کا زلزلہ ہو، 2010ء کا سیلاب ہو یا 2020ء میں آنے والا کرونا کا عذاب ہو صرف اس ظالمانہ نظام کے مہرے ہونے کے ناطے جب انسانوں کی ایک بڑی اکثریت مر رہی ہوتی ہے یا زندگی اور موت کے درمیان سانس لے رہی ہوتی ہے اس وقت بھی یہ حساب کر رہے ہوتے ہیں کہ اس زلزلے، سیلاب، کرونا یا کسی اور آفت کے سلسلہ میں بیرونی امداد کی مد میں، ادویات کی مد میں اور دیگر بہت ساری مدات میں ہماری تجوریوں میں کتنا پیسہ آرہا ہے جس کی ایک واضح مثال 2005ء کے زلزلے کے بعد حکومت کی ناک کے نیچے بنائے گئے ایرا (ERRA) نامی ادارے کے ایک حاضر سروس ملازم کی زبانی سامنے آنے والا آنکھوں دیکھا حال تھا کہ اُس ادارے کو عطیات کی مد میں جو کپڑا زلزلہ زدگان کی میتوں کے لیے بطور کفن ملا وہ ادارے کے ملازمین کو بطور تحفہ سوٹ سلوانے کے لیے دیا جاتا رہا اور ادارے کو دی جانے والی گاڑیاں افسران کی بیگمات کی نہ صرف شاپنگ بلکہ بعض اوقات صرف ایک کلو دودھ یا دہی خرید کر اُن کے گھر پہنچانے کے لیے بھی انہی گاڑیوں کا پٹرول جلتا اور ٹائر گھسے تھے۔

اس تناظر میں حالیہ سیلاب اور اُس سے آنے والی تباہی کے نتیجے میں جو جانی اور مالی نقصان ہوا ہے اور ابھی تک ہو رہا ہے اُس کا تخمینہ لگانا فی الحال بہت مشکل ہے، لیکن سوال تو یہ ہے کہ نقصان کا تخمینہ لگا لیا جاتا ہے اور کچھ عرصہ کے بعد سیلاب کے نتیجہ میں دوسرے ممالک اور عالمی اداروں کی طرف سے ہمارے کشکول میں پڑنے والے ڈالروں میں سے کچھ ریزگاری مستحقین کے ہاتھوں میں تھما کر اُن کی اشک شوئی کر بھی دی گئی اور انجینئر ظفر اقبال وٹو کے قول کے مطابق ایک دفعہ پھر پانچ سو ارب روپے اوپر والی کمائی کے طور پر چند بڑے بڑے لوگوں کے ہاتھوں میں چلے گئے تو ظاہر ہے وہ تو اگلے سال سیلاب کے لیے دعائیں مانگنا شروع ہو جائیں گے اور خدانخواستہ اگر دوبارہ سیلاب آگیا تو پھر وہ زبانِ حال سے پکاریں گے کہ الحمدللہ سیلاب آگیا ہے، بالکل ایسے ہی جیسے ہمارے سابق وزیر خزانہ نے آئی ایم ایف سے سودی قرض کی نئی قسط ملنے پر کہنا شروع کر دیا ہے کہ الحمدللہ آئی ایم ایف نے ہماری شرائط منظور کرتے ہوئے 1.17 بلین ڈالر کی امداد دینا منظور کر لیا ہے جس پر میں وزیر اعظم کا سخت فیصلے لینے پر اور پاکستان کو ڈیفالٹ ہونے سے

بچانے پر شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں اور قوم کو مبارک باد دیتا ہوں۔ وزیرخزانہ کے اس بیان پر ایک سینئر رفیق تنظیم نے ان الفاظ میں بڑا اچھا تبصرہ کیا ہے کہ سودی قرضہ پر الحمدللہ کہنا اس سے زیادہ برا اور غلط ہے کہ کوئی بدبخت شراب پی کر یا خنزیر کھا کر الحمدللہ کہے! حرام کاری اور حرام خوری پر الحمدللہ ''اناللہ وانا الیہ راجعون۔''

ہمارے حکمران نام نہاد مسلمان اور کلمہ گو ہیں اور انہیں معلوم ہے کہ ہم نے کس وقت اور کس طرح اسلام، قرآن اور مذہب کے نام پر اپنے عوام کو بے وقوف بنانا ہے اس لیے وہ موجودہ ظالمانہ نظام کو تحفظ دینے کے لیے کبھی کلمہ ''لاالہ الااللہ'' کا استعمال کرتے ہیں کبھی ''اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ'' اور کبھی ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ''، لیکن ان سب کا استعمال وہ صرف اپنی حرام کاری اور حرام کمائی کو تحفظ دینے کے لیے کرتے ہیں۔ اگر اس سے بھی کوئی مطمئن نہ ہوتو آخری درجے میں اپنے جرائم پر پردہ ڈالنے کے لیے کبھی 12 ہزار اور کبھی 25 ہزار فی خاندان کے حساب سے امداد کی لوری دے کر سلانے کی کوشش کرتے ہیں۔

اس کے برعکس بعض مواقع پر عوام کے ساتھ سیلاب کے پانی کے نزدیک بیٹھ کر جھوٹی سچی تسلیاں دینے کے ساتھ ساتھ تصویریں اترواکر اور یہ بیان دے کر عوام کو مفت میں ہی خوش کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ مشکل کی ان گھڑیوں میں ہم تمہارے ساتھ کھڑے ہیں۔ جو لوگ صرف تقریریں سن کر اور تصویریں دیکھ کر ہی خوش ہوجاتے ہیں ان کی اکثریت اس بات سے نابلد ہوتی ہے کہ حکمران کا چند گھنٹے اپنی پبلسٹی کے لیے عوام کے ساتھ گزارا ہوا یہ وقت کتنے کروڑ میں پڑا ہے اور وہ بھی پاکستان کے غریب عوام کے ٹیکسوں میں سے نہ کہ اپنی ذاتی جیب سے۔ ان حکومتوں کے زیر سایہ کام کرنے والی نام نہاد سول سوسائٹی کے کرتا دھرتا مرد و خواتین جنہیں صرف فروری اور مارچ کے مہینے میں عورت کے حقوق یاد آتے ہیں اور اُس کے نام پر کروڑوں ڈالر کے فنڈز بیرونی ممالک سے لے کر ڈکار جاتے ہیں۔ سیلاب کے موقع پر بے گھر ہوتی ہوئی عورتیں اور بچے اور اُن کے حقوق انہیں بھی یاد نہیں آئے اسی طرح وہ ملحد اور دہریے جنہیں عید قرباں کے موقع پر حقوق انسانی کی یاد ستاتی ہے اس موقع پر شدید گرمی کی وجہ سے وہ بھی اپنے بلوں میں ہی گھسے رہے اور کسی کو بھی سیلاب زدگان کے حقوق یاد نہیں آئے البتہ مذہبی سیاسی وغیر سیاسی جماعتوں اور تمام مسالک جن میں سے کچھ نے سوشل میڈیا پر اپنے کام کی تشہیر بھی کی اور بہت سے ایسے بھی اللہ والے لوگ اور جماعتیں تھیں جنہوں نے بغیر کسی میڈیائی تشہیر کے متاثرہ لوگوں تک پہنچ کر اُن کی ہر ممکن طریقہ سے امدادی کوشش کی جو بلامبالغہ قابل تحسین بھی ہے لیکن ان جماعتوں، اداروں اور افراد کو بھی یہ سوچنا ہوگا کہ جس طرح اس ظالمانہ طاغوتی نظام کی محافظ حکومتیں، سیاست دان اور دیگر ادارے ہر آفت کے موقع پر عوام الناس کے ساتھ زلزلہ زلزلہ، سیلاب سیلاب، کرونا کرونا، ڈینگی ڈینگی، بجلی بجلی، گیس گیس، مہنگائی مہنگائی اور بے روزگاری بے روزگاری کا کھیل کھیلنے کے ساتھ ساتھ عوامی حاکمیت، سودی معیشت اور فحاشی و بے حیائی پر مبنی گلے سڑے نظام کو تحفظ دینے کے لیے اپنی ایڑی چوٹی کی طاقت لگارہے ہیں ہم کب تک ایسے مواقع پر سماجی خدمت کے جذبے سے سرشار ہوکر چندہ چندہ، خیرات خیرات اور صدقات صدقات کی دہائی دے کر انہی عوام کی جیبوں سے پیسہ نکلواتے رہیں گے جو پہلے سے ہی مہنگائی اور بے روزگاری کی چکی میں پس رہے ہیں اور جن کی اصلاً یہ ذمہ داری ہے کہ اس موقع پر عوام سے نچوڑے گئے ٹیکسوں اور یو این او(UNO) اور دیگر ممالک سے امداد کے نام پر لی گئی رقم کو مصیبت زدہ عوام کو ریلیف دینے میں لگائیں اُن کو تحفظ مل رہا ہے، جس کی وجہ سے ہوسکتا ہے ایک طرف توان جماعتوں یا افراد کو اس نیکی کے کام پر اللہ کے ہاں کچھ اجر بھی مل جائے لیکن ان کی وجہ سے اس ظالمانہ نظام اور اُس کے اندرونی و بیرونی سہولت کاروں کو جو تحفظ مل رہا ہے اور اُن کی جیبیں خالی ہونے کے بجائے مزید بھرتی جا رہی ہیں جس کے نتیجہ میں کل کو وہ یہی حرام مال الیکشن میں عوام کے ووٹ خریدنے کے لیے استعمال کریں اور اس کے ذریعہ دوبارہ حکومت میں آکر پہلے سے زیادہ ظلم و بربریت کا مظاہرہ کریں اور عوام کا مزید خون چوسنے لگ جائیں تو خدانخواستہ کہیں اس گناہ میں آپ لوگوں کو بھی دنیا یا آخرت میں اللہ تعالیٰ کوئی سزا نہ سنادیں۔

ان برے ترین حالات میں بھی دین کا درد رکھنے والے افراد اور جماعتوں کے پاس ایک موقع ہے کہ وہ عوام الناس کو توبہ کی منادی کے لیے گھروں سے باہر لاکر اُن کے سامنے مسئلے کا اصل حل پیش کریں اور بتائیں کہ دنیا کی ذلت اور آخرت کی بربادی سے بچنے کا صرف ایک حل ہے، اور وہ ہے نظام بندگی رب کی قیام کی مسلسل جدوجہد جس کے نتیجے میں اللہ کا دین غالب ہوگا تو بارشیں بھی زحمت کے بجائے رحمت کا باعث بنیں گی۔ اور چشم فلک سے لوگوں کو یہ نظارہ بھی دیکھنے کو مل سکتا ہے کہ زمین پر سیلاب یا زلزلہ کی کیفیت برپا ہوگی لیکن حضرت عمر فاروق ؓ کا کوئی جانشین خلیفۂ وقت یہ کہتے ہوئے زمین پر اپنا کوڑا برسائے گا کہ زلزلہ و سیلاب اپنی جگہ پر رک جائیں کیونکہ میں اس زمین پر کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کی روشنی میں عدل کرتا ہوں اور واقعتاً وہ زلزلہ یا سیلاب اللہ کے حکم سے ختم ہوجائے گا۔ فیصلہ کا اختیار دین کا درد رکھنے ولوں کے پاس ہے کہ کیا وہ آئندہ دو چار برس کے بعد بھی یہی الفاظ سننا چاہتے ہیں کہ اگر سیلاب آگیا تو اُس سے فائدہ اٹھانے والے نام نہاد حکمران اور ان کے گماشتے بول اٹھیں کہ الحمداللہ! سیلاب آگیا ہے، لہٰذا جتنی جیبیں بھرنی ہیں بھرلو اور اگر آئی ایم ایف کی طرف سے مزید کوئی سودی قرضے کی رقم مل گئی تو اُس وقت کا وزیر خزانہ بول اُٹھے کہ ''الحمداللہ! ہماری خوشامد اور منت وسماجت کے نتیجہ میں آئی ایم ایف نے مزید بڑی ریزگاری ہمارے کشکول میں ڈال دی ہے یا ایک مسلسل اور پیہم اسلامی انقلابی جدوجہد کے نتیجہ میں موجودہ طالمانہ نظام دھڑام سے گر پڑے اور وقت کے صالح حکمران کسی زمینی یا آسمانی آفت کے نتیجے میں پکار اُٹھیں ''اے لوگو! یہ آزمائش کی گھڑی ہے اس لیے گھبرائیں مت کیونکہ اللہ کی خصوصی مدد ہمارے ساتھ ہے، صالح حکمران تمہارے درمیان موجود ہیں جبکہ دوسری طرف جب پوری دنیا اسلامی انقلاب کے علمبرداروں کے مقابل آکر کھڑی ہوجائے گی اور ہر طرح کی امداد بند ہوجائے گی تو پھر اس صالح معاشرے کے عوام اور حکمران بیک زبان سورۃ الاحزاب کی یہ آیت دہرا رہے ہوں گے کہ:

﴿وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۫ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ﴿٢٢﴾﴾

''اور جب اہل ایمان نے دیکھا ان لشکروں کو تو انہوں نے کہا کہ یہی تو ہے جس کا ہم سے وعدہ کیا تھا اللہ اور اُس کے رسولؐ نے۔ اور بالکل سچ فرمایا تھا اللہ اور اُس کے رسولؐ نے۔ اور اس (واقعہ) نے ان میں کسی بھی شے کا اضافہ نہیں کیا مگر ایمان اور فرمانبرداری کا۔''

اصل تفہیمِ قرآن، تحریک میں پوشیدہ ہے

ابوعبداللہ

"یہ (قرآن) لوگوں کے نام (اللہ کا) ایک پیغام اور یہ اس لیے بھیجا گیا ہے تاکہ لوگوں کو اس کے ذریعہ سے خبردار کیا جائے اور وہ جان لیں کہ حقیقت میں اللہ ایک ہی ہے اور دانش مند لوگ نصیحت حاصل کریں۔" (ابراہیم:52)

قرآنی سورتوں کا تعارف، نزولِ قرآن کا پس منظر، علومِ قرآن، مضامینِ قرآن، احکامِ قرآن، مطالعہ قرآن، ہمارے بارے میں قرآن ایک دعوت اور تحریک کی کتاب ہے۔

قرآن ایک ایسی کتاب ہے جس کی طرف دنیا میں بے شمار انسان بے شمار مقاصد لے کر رجوع کرتے ہیں۔ اور جو لوگ چند مخصوص قسم کے خیالات لے کر قرآن کو پڑھتے ہیں وہ اس کی سطروں کے درمیان اپنے خیالات پڑھتے چلے جاتے ہیں، قرآن کی ان کو ہوا بھی نہیں لگنے پاتی۔ وہ قرآن کی روح سے پوری طرح آشنا نہیں ہوتے۔ قرآن محض نظریات اور خیالات کی کتاب نہیں ہے کہ کوئی آرام دہ کرسی پر بیٹھ کر اسے پڑھے اور اس کی ساری باتیں سمجھ جائے۔ اور نہ یہ کوئی ایسی کتاب ہے کہ مدرسے اور خانقاہ میں اس کے سارے رموز حل کر لیے جائیں۔ بلکہ یہ ایک دعوت اور تحریک کی کتاب ہے۔ کوئی اس کی روح سے پوری طرح اس وقت تک آشنا نہیں ہونے پاتا جب تک کہ عملاً وہ کام نہ کرے جس کے لیے قرآن آیا ہے۔

اور نہ قرآن جزئیات کی کتاب ہے بلکہ اصول اور کلیات کی کتاب ہے۔ اس کا اصل کام یہ ہے کہ نظامِ اسلامی کی فکری اور اخلاقی بنیادوں کو پوری وضاحت کے ساتھ نہ صرف پیش کر دے بلکہ عقلی استدلال اور جذباتی اپیل دونوں کے ذریعے سے خوب مستحکم کر دے۔ اب رہی عملی صورت تو اس معاملے میں وہ انسان کی رہنمائی اس طریقے سے نہیں کرتا کہ زندگی کے ایک ایک پہلو کے متعلق تفصیلی ضابطے اور قوانین بتائے بلکہ ہر شعبہ زندگی کی حدود اربعہ بتا دیتا ہے اور نمایاں طور پر چند گوشوں میں سنگ نشان کھڑے کر دیتا ہے جو اس بات کا تعین کر دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق ان شعبوں کی تشکیل و تعمیر کن خطوط پر ہونی چاہیے۔ ان ہدایات کے مطابق عملاً اسلامی زندگی کی صورت گری کرنا نبی کریم ﷺ کا کام تھا، انہیں مامور ہی اس لیے کیا گیا تھا کہ دنیا کو اس انفرادی سیرت و کردار اور اس معاشرے اور ریاست کا نمونہ دکھا دیں جو قرآن کے دیے ہوئے اصولوں کی عملی تعبیر و تفسیر ہو۔

تاریخ گواہ ہے کہ اس کتاب نے آتے ہی ایک خاموش طبع اور نیک نہاد انسان کو گوشۂ عزلت سے نکال کر اللہ سے پھری ہوئی دنیا کے مقابلے میں لا کھڑا کیا۔ باطل کے خلاف اس سے آواز اٹھوائی اور وقت کے علمبرداران کفر و فسق و ضلالت سے اس کو لڑا دیا۔ گھر گھر سے ایک ایک سعید روح اور پاکیزہ نفس کو کھینچ کھینچ کر لائی اور داعیٔ حق کے جھنڈے تلے ان سب کو اکٹھا کیا۔ گوشے گوشے سے ایک ایک فتنہ جو اور فساد پرور کو بھڑکا کر اٹھایا اور حامیانِ حق سے ان کی جنگ کرائی ایک فردِ واحد کی پکار سے اپنا کام شروع کر کے خلافتِ الٰہیہ کے قیام تک پورے تئیس سال یہی کتاب اس عظیم الشان تحریک کی رہنمائی کرتی رہی، حق و باطل کی اس جاں گسل کشمکش کے دوران میں ایک ایک منزل اور ایک ایک مرحلے پر اسی نے تخریب کے ڈھنگ اور تعمیر کے نقشے بتائے۔

یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی سرے سے نزاعِ کفر و دین اور معرکۂ اسلام و جاہلیت کے میدان میں قدم ہی نہ رکھے اور اس کشمکش کی کسی منزل سے گزرنے کا اتفاق ہی نہ ہو اور پھر محض قرآن کے الفاظ پڑھ پڑھ کر اس کی ساری حقیقتیں خود بخود بے نقاب ہو جائیں۔

قرآن کو پوری طرح اسی وقت سمجھا جا سکتا ہے جب اسے لے کر اٹھے اور دعوت الی اللہ کا کام شروع کرے جس جس طرح یہ کتاب ہدایت دیتی جائے اسی طرح قدم اٹھاتے چلا جائے۔ تب وہ سارے تجربات پیش آئیں گے جو نزولِ قرآن کے وقت پیش آئے تھے۔ مکہ، حبشہ اور طائف کی منزلیں بھی آئیں گی۔ بدر، احد سے لے کر حنین اور تبوک تک کے مراحل بھی سامنے آئیں گے۔ ابوجہل، ابولہب سے بھی واسطہ پڑے گا، منافقین اور یہود بھی ملیں گے اور سابقین اوّلین سے لے کر مولفۃ القلوب تک سبھی طرح کے انسانی نمونے دیکھ لے گا اور برت بھی لے گا۔ یہ ایک قسم کا "سلوکِ قرآنی" ہے۔ اس سلوک کی شان یہ ہے کہ اس کی جس جس منزل سے قرآن کا طالب علم گزرتا جائے گا قرآن کی کچھ آیتیں اور سورتیں خود سامنے آ کر اس کو بتاتی چلی جائیں گی کہ وہ اسی منزل میں اتری تھیں اور یہ ہدایت لے کر آئی تھیں۔ اس وقت یہ تو ممکن ہے کہ لغت اور نحو اور معانی اور بیان کے کچھ نکات سالک کی نگاہ سے چھپے رہ جائیں، لیکن یہ ممکن نہیں ہے کہ قرآن اپنی روح کو اس کے سامنے بے نقاب کرنے سے بخل برتے۔

غرض قرآن کے احکام اس کی اخلاقی تعلیمات، اس کی معاشی اور تمدنی ہدایات اور زندگی کے مختلف پہلوؤں کے بارے میں اس کے بتائے ہوئے اصول و قوانین کسی فرد یا قوم کی سمجھ میں اس وقت تک آ ہی نہیں سکتے جب تک عملاً ان کو برت کر نہ دیکھے۔ ۞۞۞

اقوالِ زریں

۞ اگر انسان کو یہ بات سمجھ میں آ جائے کہ زندگی سفر ہے منزل نہیں، تو اس کی زندگی کی ساری الجھنیں ختم ہو جائیں۔

۞ اللہ تعالیٰ نے رزق کا وعدہ سب سے کیا ہوا ہے لیکن بخشش کا وعدہ سب سے نہیں کیا۔ پھر کیوں لوگ رزق کے لیے پریشان ہیں اور مغفرت کے لیے بے فکر؟ اس بات پر سنجیدگی سے غور کریں اور اللہ سے ہمیشہ مغفرت کی دعا مانگتے رہیں۔ اللہ ہمیں آخرت کی فکر نصیب کرے۔ آمین!

۞ اتنا کہہ دینا کافی نہیں ہوتا کہ میں تمہارا بھائی ہوں یہ بھی بتایا کرو کہ ہابیل ہو یا قابیل۔

(ترکی کہاوت)

Nuclear Brinkmanship Or Absolute Madness?

Waseem Shehzad

Russian President Vladimir Putin in a speech on September 21 made thinly-veiled threats to use nuclear weapons if cornered, and emphasized that he was not bluffing. He accused the west of nuclear blackmail and said the weapons could flow in the other direction as well.As if on cue, US Secretary of State Antony Blinken immediately responded by saying Washington has told Moscow, including through private channels, of "catastrophic" consequences over any use of nuclear weapons.This was followed on September 25 by US National Security Advisor Jake Sullivan telling NBC's Meet the Press program that the US would respond decisively to any Russian use of nuclear weapons against Ukraine. "If Russia crosses this line, there will be catastrophic consequences for Russia. The United States will respond decisively," Sullivan threatened.

The escalatory rhetoric from both sides is alarming. Given the number of nuclear weapons in their possession, there is grave risk of miscalculation. And then there is the dangerous notion of not appearing weak before an adversary that could easily lead to catastrophic consequences.

According to the Federation of American Scientists, (FAS) "the world's combined inventory of nuclear warheads remains very high… roughly 12,700, as of early-2022. Approximately 90 percent of all nuclear warheads are owned by Russia and the United States, who each have around 4,000 warheads in their military stockpiles."While the world's stockpile of nuclear weapons has declined over the years, this is misleading. More lethal weapons with much greater destructive capacity have been developed and "9,400 nuclear warheads are ready for use by missiles, aircraft, ships and submarines" according to the FAS."Of the 9,440 warheads in the military stockpiles, some 3,730 are deployed with operational forces (on missiles or bomber bases). Of those, approximately 2,000 US, Russian, British and French warheads are on high alert, ready for use on short notice," says the FAS report of February 23, 2022.

Even this does not accurately capture the gravity of the threat the world faces today. In the past, the two major nuclear powers—the US and Soviet Union—maintained nuclear deterrent in what was termed "mutually assured destruction", with the appropriate acronym 'MAD'. The aim was to prevent nuclear war because it would destroy both sides.Since 2006, the US has abandoned this policy and is now operating on the basis of US "Nuclear Primacy". What this means is that Russia will be totally destroyed in a first strike and the US will emerge as being sufficiently strong to hold unchallengeable sway over the entire planet.

This was revealed in a study by The Bulletin of the Atomic Scientists published on March 1, 2017, which stated: "The US nuclear forces modernization program has been portrayed to

the public as an effort to ensure the reliability and safety of warheads in the US nuclear arsenal, rather than to enhance their military capabilities. In reality, however, that program has implemented revolutionary new technologies that will vastly increase the targeting capability of the US ballistic missile arsenal. This increase in capability is astonishing — boosting the overall killing power of existing US ballistic missile forces by a factor of roughly three — and it creates exactly what one would expect to see, if a nuclear-armed state were planning to have the capacity to fight and win a nuclear war by disarming enemies with a surprise first strike."The report continued:"Because the innovations in the super-fuse appear, to the non-technical eye, to be minor, policymakers outside of the US government (and probably inside the government as well) have completely missed its revolutionary impact on military capabilities and its important implications for global security."

Russian leaders have not been oblivious of these heightened nuclear threats to their survival. Moscow has been introducing new weapons systems of its own that are specifically designed to prevent US "Nuclear Primacy." Of these, the RS-28 Sarmat is Russia's next-generation, nuclear-capable and multiple independent re-entry vehicle (MIRV)-equipped super-heavy intercontinental ballistic missile. It is expected to become the backbone of the country's strategic deterrent in the decades to come after deliveries begin later this year.What is significant about the Sarmat is that its control system is designed to enable the missile to continue on its course even if it is struck by an anti-missile projectile. Vladimir Degtyar, chief designer at the Makeyev Rocket Design Bureau, the rocket center which developed the RS-28, revealed in an interview published by Sputnik.Further, with a speed of 24,000 kms and a range of 18,000 kms (over 11,000 miles), it would cover the entire US landmass and more. With such terrifying speed, the ability to evade, and if hit, to survive enemy anti-missile projectile and self-correct its course, a few Sarmats could destroy the entire western world and beyond.

Should the US launch a first-strike, as per the 'Nuclear Primacy' doctrine, would a decapitated Russia be able to retaliate at all? Russian scientists had considered this possibility and came up with the concept of a "dead hand" system which would automatically launch retaliatory strikes, without human command, against the enemy. Russian military forces have 700 nuclear weapon "carriers"—strategic bombers, nuclear submarines and intercontinental ballistic missile silos.Some of them can operate autonomously and strike potential enemy targets, even if the whole country's territory is destroyed after a nuclear strike.

The world is staring into a nuclear abyss yet the decision-makers in Moscow and Washington think nuclear weapons are toys they can launch at will and wipe out their enemy. Seldom has such madness been witnessed in the world by people that consider themselves civilized.

Courtesy: ***https://crescent.icit-digital.org/***

Vol. 31 | Regd. C.P.L NO. 114 | No.39

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore